مُختصر

تذکرۂ حسّانی خود کی زبانی

سوانح

حضرت مولانا قاری حسّان احمد صاحب رضا المظاہری المکی رحمۃ اللہ علیہ

وفات، شب ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

خلیفہ ومجاز برکۃ العصر قطب عالم حضرت مولانا محمد زکریا الکاندھلوی ثم المہاجر المدنیؒ

مُرتّب

محمد یاسین مظاہری

ناشر

خانقاہ خلیلیہ چشتیہ

دھرم پور، بہار، الہند

مختصر تذکرۂ حسانی خود کی زبانی

سوانح

حضرت مولانا قاری حسان احمد صاحب المظاہری المکی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات: شب ۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ)

خلیفہ ومجاز

برکۃ العصر قطب عالم حضرت مولانا محمد زکریا الکاندھلوی ثم المہاجر المدنی قدس سرہٗ

مرتب

محمد یاسین مظاہری

ناشر

خانقاہ خلیلیہ چشتیہ

دھرم پور، بہار، الھند

تفصیلات

نام کتاب : مختصر تذکرۂ حسانی خود کی زبانی

مرتب : محمد یاسین مظاہری

صفحات : ۸۸

اشاعت : جنوری ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{فہرست مضامین}

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	{تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی}۔ ازقلم حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم۔	۷
۲	{تقریظ} استاذ محترم حضرت مولانا مفتی طاہر صاحب مدظلہ العالی (استاذ حدیث و مفتی مظاہر علوم سہارنپور)۔	۸
۳	{حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص}۔ ازقلم شارح ہدایہ حضرت مولانا ثمیر الدین صاحب قاسمی مدظلہٗ	۱۰
۴	مناظر وقت مولانا طاہر گیاوی صاحب کے پیرومرشد بھی تھے۔	۱۱
۵	مدینہ طیبہ آنے کے لئے کئی مہینوں کا اعتکاف فرمایا۔	۱۱
۶	حضرت شیخ زکریاؒ کے خادم خاص تھے۔	۱۲
۷	حضرتؒ کے درجن مدرسے ہیں۔	۱۲
۸	حضرت کی حافظ قرآن صاحب زادیاں۔	۱۲
۹	حضرت نے بھائیوں کے ساتھ بھی دریا دلی کا ثبوت دیا۔	۱۳
۱۰	عرض مرتب	۱۴
۱۱	تذکرۂ خادم الکتاب والسنۃ بالبلد الحرام حضرت مولانا حسان احمد مظاہریؒ	۱۷
۱۲	جائے پیدائش اور خاندانی پس منظر۔	۱۷

۱۳	آپ رحمہ اللہ کے والدین محترمین۔	۱۷
۱۴	{میری دادی اور نانی رحمھما اللہ}۔	۱۸
۱۵	ابتدائی تعلیم۔	۲۰
۱۶	مدرسہ روحانیہ بیلا گنج گیا میں داخلہ کا واقعہ۔	۲۲
۱۷	بزرگوں سے عقیدت کا واقعہ۔	۲۶
۱۸	حضرت مولانا اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی۔	۲۶
۱۹	تیسرے سال مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ۔	۲۷
۲۰	عبارت خوانی پر انعام۔	۲۷
۲۱	مظاہر علوم سہارن پور میں ہمارے اساتذہ کرام۔	۲۸
۲۲	خاص زملائے درس بخاری شریف مظاہر علوم سہارن پور۔	۲۹
۲۳	دوران تعلیم سبق کی پابندی۔	۲۹
۲۴	حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے تعلق وبیعت کا واقعہ۔	۳۰
۲۵	خلافت واجازت۔	۳۴
۲۶	بمبئی سے مکہ مکرمہ کا پہلا سفر۔	۳۴
۲۷	دوسرا سفر۔	۳۵
۲۸	مکہ مکرمہ سے ہندوستان روانگی برائے شادی۔	۳۶
۲۹	نکاح۔	۳۹
۳۰	اولاد۔	۳۹
۳۱	شیخی ومرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ یادیں، کچھ باتیں۔	۴۱
۳۲	اہل اللہ کی شان۔	۴۳

۳۳	آپ رحمہ اللہ کا گھر۔	۴۳
۳۴	آپؒ کا طریقہ درس، اجتہادی شان کا حامل تھا۔	۴۴
۳۵	بے نام کی کتاب بڑے کام کی ہے۔	۴۵
۳۶	آپؒ کے شیخ محترم کی خصوصی دعاؤں کا ثمرہ۔	۴۷
۳۷	بلد حرام میں قراءۃ عشرہ اور درس حدیث کا عظیم مشغلہ۔	۴۷
۳۸	قرآن سے بڑی کوئی کتاب نہیں۔	۴۸
۳۹	واقعہ قراءۃ عشرہ پر اپنی زندگی لگانے کا۔	۴۹
۴۰	یہ گھر جامعہ ہے۔	۵۱
۴۱	مدارس کے طلبہ امانت ہیں۔	۵۲
۴۲	درس و تدریس آپؒ کے مرض کی دوا تھی۔	۵۲
۴۳	آیۃ الکرسی کا مجرب عمل۔	۵۳
۴۴	کتب فضائل و مسائل کی مجلس۔	۵۵
۴۵	مقصد زندگی بتاؤ؟	۵۵
۴۶	عوام میں میری پہلی تقریر۔	۵۶
۴۷	مبتدی مقرر کے لئے قیمتی تحفہ۔	۵۶
۴۸	عربی کے طلبہ کو اولاً عبارت درست کرنی چاہیے۔	۵۷
۴۹	عالم کس کو کہیں گے؟	۵۷
۵۰	ہمارے اکابرؒ کے منتخب کردہ نصاب کی دنیا میں مثال نہیں۔	۵۸
۵۱	طلبہ سے خدمت لینا اچھی بات نہیں۔	۵۹
۵۲	تجربہ یہ ہے کہ پیر بنانے سے اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔	۵۹

۵۳	جیسی روح ویسے فرشتے۔	٦٠
۵۴	تمہارے قرآن پاک پڑھانے کا طریقہ بہت آسان اور عمدہ ہے۔	٦١
۵۵	آپؒ کی نصیحتیں۔	٦١
۵٦	دنیا اچھے برے کے ساتھ گڈمڈ ہوکر چلتی رہے گی۔	٦١
۵۷	زمانۂ طالبِ علمی میں شکار کا شوق۔	٦١
۵۸	زمانۂ طالبِ علمی کے دو خواب۔	٦٢
۵۹	غیرت کی نظر رکھنی چاہئے۔	٦٢
٦٠	بزرگوں کی توجہ ہوتی ہے۔	٦٣
٦١	مدرسہ حنانیہ کی مسجد میں اعتکاف کا پس منظر۔	٦۴
٦٢	تعزیت۔	٦۵
٦٣	مرض الوفات اور نماز جنازہ۔	٦٦
٦۴	خواب میں زیارت۔	٦٧
٦۵	وصیت عامہ۔	٦٨
٦٦	دعاؤں کے ضمن میں آپؒ کی بعض مخصوص دعائیں۔	٦٨
٦٧	کام کی بات۔	٦٨
٦٨	حضرت رحمۃ اللہ کی ایک تقریر۔	۷۵
٦٩	حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اجتماعی دعاء بالجہر۔	٨٣

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
متکلم اسلام

Molana
Muhammad Ilyas Ghuman

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ
سرپرست: خانقاہ ومرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا
چیف ایگزیکٹیو: احناف میڈیا سروسز

E-mail:ilyasghumman@gmail.com
www.ahnafmedia.com
Cell:00923328768787

تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

حضرت مولانا قاری احسان احمد مظاہری رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ اور ان کی روحانی نسبتوں کے سچے امین تھے۔ آپ تقریباً 50 سال پہلے پٹنہ (انڈیا) سے ہجرت کر کے مستقل طور پر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے، برصغیر سے مکہ مکرمہ آنے والے جلیل القدر علماء ومشائخ کی خوب مہمان نوازی کرتے، ان کی خدمت میں ہدایا اور تحائف پیش کرتے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ایسے علم دوست اور علم کے قدر دان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو خال خال ملتے ہیں، میرا جب بھی مکہ مکرمہ کا سفر ہوا بہت کم ایسا ہوا ہوگا کہ میں حضرت کے پاس حاضر نہ ہوا ہوں، مجھ سے بے حد محبت، شفقت اور پیار فرماتے۔ میں انہیں اپنی مسلکی کارگزاریاں سناتا، بہت خوش ہوتے، ڈھیر ساری دعاؤں اور مشوروں سے نوازتے۔

آپ اپنے ہزاروں مریدین متوسلین اور معتقدین کی تربیت واصلاح کے لیے ہر سال رمضان المبارک میں کلکتہ تشریف لاتے اور کلکتہ کے قریب مدرسہ حنانیہ جوگدیا ضلع 24 پرگنہ کی مسجد میں اعتکاف فرماتے۔ اس سال بھی حسب معمول کلکتہ تشریف لائے، اور اعتکاف فرمایا، دوران اعتکاف جب ہزاروں مریدین اور متوسلین آپ سے علمی، اخلاقی اور روحانی فیض کے جام بھر بھر کی پی رہے تھے کہ آپ نے موت کے جام کو ہونٹوں سے لگایا اور اپنے خالق حقیقی محبوب حقیقی کے وصل میں "از ایں جہاں بسوئے آں جہاں" کے راہی ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی — رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی

اللہ کریم ان کی کامل مغفرت فرمائے، ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خطایا وسیئات سے درگزر فرمائے۔ تمام پسماندگان خصوصاً آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے صاحبزادے برادرم قاری محمد مدنی (امام جامع مسجد امیر منصور مکہ مکرمہ)، قاری مصعب مدنی، قاری خبیب مدنی، قاری عبادہ مدنی آپ کی صاحبزادیاں، آپ کے متعلقین، مریدین، محبین، معتقدین اور آپ کے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو: محمد الیاس گھمن

تقریظ

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی طاہر صاحب مدظلہ العالی

(استاذ حدیث ومفتی مظاہر علوم سہارنپور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا قاری حسان صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب عالم حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ان مخصوص فیض یافتہ حضرات میں سے ہیں جن کا فیض عرب وعجم دونوں جگہ ہوا۔

حضرت قاری صاحبؒ نے جہاں ہزاروں تشنگان علوم کو علوم نبوت سے سیراب کیا، وہیں انکے باطنی فیوض سے بہت لوگوں کے قلوب نور معرفت سے منور ہو کر وہ حضرات علم وعمل کے پیکر بنے۔

حضرتؒ حلم تواضع رسوخ فی العلم والعمل اور طبعی سادگی وغیرہ صفات کی وجہ سے نمونۂ سلاف تھے، اسی لئے ان کا فیض بہت عام ہوا۔

حضرت کے پسماندگان میں حضرت کی اہلیہ محترمہ اور کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں جو الحمدللہ آزادی والے عمومی ماحول سے متأثر نہ ہو کر حضرت کے نقش قدم پر ہیں۔ حق تعالی شانہ ان سب کی حفاظت اور مدد فرمائے۔

حضرت کے حالات پر ایک بڑی سوانح مرتب ہو سکتی ہے، حضرت کے شاگر دِرشید عزیز مکرم مولانا یاسین صاحب سلمہ جو حضرتؒ کے داماد بھی ہیں جنکو سالہا سال حضرتؒ کی خدمت ومعیت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے انہوں نے حضرت کے مختصر حالات قلمبند کئے ہیں وہ چونکہ گھر کے ایک فرد ہیں اس لئے انکے اس مضمون میں حضرت کی حیات کے بعض

ایسے پہلو بھی واضح ہو گئے ہیں جن سے باہر کے حضرات واقف نہیں ہوتے حالانکہ مستفیدین کے افادہ کیلئے ان کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ اس رسالہ کو قبول فرمائے، حضرت کے درجات کو بلند فرمائے مرتب کو تمام خدام کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔

العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ

خادم الحدیث والافتاء

مظاہر علوم سہارنپور یوپی (انڈیا)۔

۸/۲/ ۱۴۴۱ھ

تقریظ

شارحِ ہدایہ حضرت مولانا ثمیرالدین صاحب قاسمی صاحب دامت برکاتہم

{حضرت مولانا حسان صاحب مظاہریؒ میرے محترم بزرگ}

۲۰۱۲ء کی بات ہے جب میں حضرت مولانا عبدالحفیظ مکیؒ کی زیارت کے لئے ان کے دولت کدہ پر ہنداویہ حاضر ہوا، تو انہیں کے قریب حضرت مولانا حسانؒ کی زیات کے لئے بھی ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، یہ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ان کا تعلق بہار سے ہے، اور خوش قسمتی سے وہ یہاں مکہ مکرمہ میں برسوں سے رہائش پزیر ہیں، اور حضرت موصوف حضرت شیخ زکریاؒ کے خادم خاص بھی ہیں، اور اجازت یافتہ بھی ہیں۔ میں ان کے گھر پر گیا تو دیکھا کہ میری قدوری کی شرح ثمیری انکے یہاں موجود ہے، اور قدوری کے اسباق پڑھاتے وقت میری شرح کو بھی سامنے رکھتے ہیں، مکہ مکرمہ میں میری کتاب سے بڑے بڑے حضرات استفادہ کررہے ہوں، اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی، مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے کبھی بھی آب زم زم کے سوا نہیں پیا۔

حضرت نے باتوں باتوں میں بتایا کہ جب سے وہ مکہ مکرمہ آئے ہیں تو کبھی آب زمزم کے علاوہ کوئی پانی نہیں پیا، اور نہ اپنے بچوں کو پلایا، وہ ہمیشہ آپ زمزم ہی پیتے ہیں، اور اپنے بچوں کو پلاتے ہیں، زندگی بھر اس عظیم پانی کا التزام، بہت بڑی بات ہے، اور اس سے لگتا ہے کہ حضرت کے دل میں اس پانی کی کتنی اہمیت ہے، میں دیر تک اس عمل پر سوچتا رہا، ہم سے تو اس التزام کے ساتھ سنت بھی نہیں پڑھی جاتی، تو ایک مستحب چیز کا زندگی بھر التزام کیسے ممکن ہے، لیکن حضرت کو سنت نبوی کا عشق تھا جس کی وجہ سے ایک مستحب چیز کو بھی زندگی میں کبھی ناغہ نہیں کی۔

مناظر وقت مولانا طاہر گیاوی صاحب کے پیر ومرشد بھی تھے

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ وہ میرے مشفق ساتھی حضرت مولانا علامہ طاہر گیاوی صاحب دامت برکاتہم کے پیر ہیں، میں دیر تک حضرت کے چہرے کو تکتا رہا کہ حضرت کتنی عظیم شخصیت ہے کہ وقت کے ایک عظیم مناظر حضرت کے حلقہ ارادت میں ہیں، اوران سے اصلاح لیتے ہیں۔

حضرت مولانا طاہر گیاوی صاحب بڑی عظیم صلاحیت کے مالک ہیں، میں ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم دیوبند داخلہ کے غرض سے رمضان سے پہلے ہی چلا گیا، تاکہ داخلہ امتحان کی تیاری کرسکوں

مجھے سلم کا امتحان دینا تھا، حضرت مولانا طاہر صاحب اسی سال سلم پڑھ چکے تھے، اور مشکوٰۃ میں داخل لینے والے تھے، میں سلم دومرتبہ پڑھ چکا تھا، پھر بھی تشنگی باقی تھی، اس لئے مولانا طاہر سے رمضان میں سلم پڑھی، اور یہ دیکھ کر حیران ہوگیا، ابھی طالب علم ہونے کے باوجود انہوں نے کس خوبی کے ساتھ سلم پڑھا دیا۔

حضرت مولانا طاہر گیاوی صاحب ہندوستان کے عظیم مناظر ہیں، انہوں نے کتنے ہی میدان کو سر کیا ہے، اب اتنے پائے کے مناظر حضرت مولانا حسان صاحب کے مرید ہوجائے، اوران کے در پر اصلاح کے لئے آئے میرے لئے تصور سے باہر کی بات تھی، میں دیرتک یہ سوچتا رہا کہ حضرت مولانا حسان صاحبؒ کس پائے کے آدمی ہیں۔

مدینہ طیبہ آنے کے لئے کئی مہینوں کا اعتکاف فرمایا

حضرت مولانا حسان صاحب نے ہی بتایا کہ وہ پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ آنے کے لئے کئی ماہ تک نفلی اعتکاف میں بیٹھے رہے، اور جس دن سعودی کا ویزہ، اور ٹکٹ آیا اسی دن مسجد سے باہر آئے، مدینہ طیبہ آنے کے لئے اتنی قربانی کون دیتا ہے، لیکن حضرت کے دل میں اتنی تڑپ تھی کہ آنے کے اسباب نہ ہونے کے باوجود اعتکاف میں بیٹھے، اور آخر اللہ کو منوا کر اس کے در سے اٹھے۔ ع

دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو ☆ عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کے خادم خاص تھے

بہت سے لوگوں سے معلوم ہوا کہ حضرت موصوف شیخ زکریاؒ کے مخصوص خادم تھے، اور چہیتے شاگرد تھے، حضرت نے ان کو خلافت بھی دی تھی، اور اس راہ کے یہ بڑے شناور تھے، اور مکہ مکرمہ جیسی جگہ پر لوگوں کی اصلاح کیا کرتے تھے، جہاں اچھے اچھوں کا سکہ نہیں چلتا ہے، لیکن حضرتؒ کو اس راہ میں اتنی رسائی تھی کہ وہاں بھی رشد و ہدایت کا چراغ جلائے ہوئے تھے۔ ع

این فضیلت بزور بازو نیست ☆ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۲۰۱۲ء میں میں مکہ مکرمہ گیا، اور حضرت کی ملاقات کی غرض سے ہنداویہ گیا، لیکن اس وقت حضرت جدہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے، بعد میں مجھے موقع نہیں ملا، اور ان سے ملاقات نہ ہو سکی، اور یہ ملاقات نہ ہونے کا قلق آج بھی موجود ہے۔

حضرتؒ کے درجن مدرسے ہیں

حضرت تقریبا درجن مدرسے کے منتظم تھے، یہ مدرسے انہیں کی نگرانی میں چلتے تھے، اب ان مدرسوں کی نگرانی انکے لائق فرزند مولانا حافظ قاری محمد مدنی۔ مولانا حافظ قاری مصعب مدنی، مولانا حافظ قاری خبیب مدنی، مولانا حافظ قاری عبادہ مدنی کر رہے ہیں، یہی حضرات اب ان مدرسوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، اور ان مدرسوں کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ (آمین)۔

حضرت کی حافظ قرآن صاحب زادیاں

حضرت کی چھ صاحب زادیاں ہیں، ان میں کے اکثر حافظ قرآن ہیں، حضرت مولانا نے ان سب کو گھر پر ہی قرآن کریم کا حفظ کرایا تھا، اور ہر طرح کی دینی تعلیم سے آراستہ کیا تھا، بچوں اور بچیوں کو حافظ قرآن کرانا کوئی آسان کام نہیں ہے، لیکن حضرت نے پوری تندہی سے یہ کام بھی انجام دیا، اور تمام اولاد کو دین کی دولت سے مالا مال کیا۔

ان کی بڑی صاحب زادی حافظ قرآن کے ساتھ ساتھ عالمہ بھی ہیں، اور ان کی عربی

بہت اچھی ہے، انہوں نے عربی میں اپنے والد بزرگوار کی سوانح بھی لکھی ہے، عام طور پر اولاد، اور وہ بھی بچی والد کی سوانح نہیں لکھ پاتی، لیکن حضرت کی اعلیٰ تربیت کا اثر یہ ہے کہ ان کی بچی نے عربی میں اپنے والد کی سوانح "**عبق الريحان في سيرة والدي حسان**" لکھی، اور بہت اچھی لکھی۔

حضرت نے بھائیوں کے ساتھ بھی دریادلی کا ثبوت دیا

حضرت کی دریادلی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے تمام بھائیوں کو بھی گھر پر ہی دینی تعلیم دی، اور ایک باپ کی طرح ان کی پرورش کی، اور اعلیٰ تعلیم کے لئے کوشاں رہے، لوگ عام طور پر بھائیوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، لیکن حضرت کی یہ دریادلی تھی کہ اپنی اولاد کی طرح بھائیوں کی بھی پرورش کی اور ان کو برسرروزگار بنانے میں پوری مدد کی۔

میری دعا ہے کہ حضرت کے جملہ پسماندگاں کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور باقی زندگی خیر و عافیت سے رکھے، میرے مخلص دوستوں میں حضرت کے داماد حضرت مولانا یاسین صاحب ہیں، جن کو حضرت کے سایہ اٹھنے سے بہت قلق ہے، اللہ تعالی ان کے لئے بھی فضل و کرم کا معاملہ فرمائے۔ اور اس ترتیب پر اِن کو حضرتؒ کے جملہ متعلقین کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔

آمین یارب العلمین

احقر ثمیر الدین قاسمی، مانچیسٹر، انگلینڈ

۲۵/ ۱۰/ ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ أما بعد!

ہمارے شیخ ومرشد حضرت مولانا حسّان احمد صاحبؒ کی یاد ومحبت میں لکھے گئے یہ چند صفحات جو اکثر شیخ محترمؒ کی زبانی اور ران کے کہنے پر بندہ محمد یاسین نے لکھا ہے، اور لکھواتے ہوئے آپؒ نے یہ فرمایا تھا: کہ اپنی آپ بیتی میں بہت دنوں سے لکھنا چاہتا ہوں، اور وہ اوروں کے لئے نہیں اس لئے کہ امت کے لئے تو علماء وبزرگوں کی سوانح کافی ہیں، یہ اپنے بال بچوں اور شاگرد ومحبت کرنے والوں اور اعتقاد رکھنے والوں کے لئے لکھنا چاہتا ہوں۔

''کہ میری زندگی کی بہت سی چیز سبق آموز اور مفید ہے''۔

اصل مقصد لکھوانے کا یہی ہے کہ حالات لکھے ہوں گے، اور میں جا چکا ہوں گا تو حالات کو دیکھ کر آئندہ ان لوگوں میں چستی ہو، اور کام پر لگے، میری بات جو زندگی کی ہے اس کو کہنے اور لکھنے میں اتنی زندگی لگ جائے گی اس لئے جو باتیں کام کی ہے اس کو لکھنا ہے۔(انتہی)

حضرتؒ کی کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ سے اجازت حدیث لینے والوں نے جب سند طلب کیا اور آپؒ کا ترجمہ وسوانح لکھنا شروع کیا، تو آپؒ نے فرمایا: کہ اب ہم کو بھی اپنی سوانح لکھ کر دینا ہی ہوگا کہ یہ اجازت حدیث وقراءات والے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے تو

ضروری ہے کہ ہم آپؒ کی شخصیت کا تعارف کرائیں اور لکھیں۔

اور آپؒ کے انتقال سے چند ماہ قبل اجازت حدیث لینے والے عرب علماء نے آپ کو مکہ مکرمہ آ کر جدہ کے درس حدیث کے پروگرام میں تشریف لانے کی دعوت دی، اور وہ حضرات چاہتے تھے کہ آپؒ ہفتہ میں ایک دن تشریف لایا کریں تا کہ افادہ عام ہو۔

راقم کو خوب یاد ہے کہ آپؒ نے اِس شرط کے ساتھ اُن کی دعوت کو قبول کی کہ مجھے آئندہ نہیں بلانا تب جاؤں گا۔ اور ہم خدام کی طرف متوجہ ہو کر یہ جملہ فرمایا کہ مجھے اپنی تعریف اور شہرت نہیں بٹورنی ہے۔ اور اسی طرح ہندوستان کے بھی بڑے جلسے جلوس سے آپؒ اپنے کو کنارہ رکھنے کی کوشش کرتے اور یہ فرماتے کہ:

''مجھے یہ دعوت نہیں دیتے بلکہ ان کو اپنے اشتہار میں یہ لکھنا ہوتا ہے کہ ''**حضرت شیخ الحدیث، علامۂ وقت، پیر طریقت، اجل خلیفہ قطب الاقطاب اور مہاجر مدنی**'' تشریف لا رہے ہیں''۔

راقم الحروف نے حضرتؒ کی پہلی زیارت آپؒ کی خانقاہ خلیلیہ چشتیہ دھرم پور میں کی، اور اللہ کے فضل وکرم سے ۹؍سال کی عمر میں آپؒ کے مدرسہ وخانقاہ خلیلیہ چشتیہ دھرم پور ضلع جموئی (بہار) میں داخل ہوا، اور حفظ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد آپؒ سے بیعت ہو گیا۔ اور عربی سوم تک آپؒ کے لگائے ہوئے علمی چمن یعنی مدرسہ وخانقاہ خلیلیہ چشتیہ دھرم پور میں پڑھا۔ پھر آپؒ کے مشورے سے عربی ششم تک جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں تعلیم حاصل کی، اور جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔

پھر آپؒ کی شفقت ومحبت اور ذرہ نوازی بندہ کے ساتھ یہ ہوئی کہ دورہ حدیث شریف کے سال خود حضرتؒ نے فون کیا: کہ شادی کے متعلق کیا ارادہ رکھتے ہو؟ دریافت فرما کر اپنے دختر نیک اختر کا رشتہ پیش فرمایا۔ بندہ نے معذرت کی، کہ کہاں میں اور کہاں محسن عظیم کی صاحبزادی، اور قیام حرمین شریفین کا شرف۔ لیکن محسن کی بات ٹال نہیں سکتا تھا۔ اور اللہ نے مقدر میں یہی طے فرما رکھا تھا تو معذرت قابل قبول نہیں ہوئی۔ اور بروز اتوار ۱۵؍ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ ہجری کو مکہ مکرمہ میں میرا نکاح حضرتؒ کی صاحبزادی سے ہوا۔ اور آپؒ نے

بندہ کو نکاح کے بعد سے اپنے آخر حیات تک اپنا کاتب بنا کر مجھے شرف بخشا۔

اور آپؒ نے جو قراءۃِ عشرۃ کی تسہیل پر بیسوں روایت کا علیحدہ علیحدہ انوکھا مصحف تیار فرمایا ہے اُس عظیم کارنامہ میں اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے انگلی کٹا کر شہید میں میرا بھی نام لکھد یا۔

اب اللہ تعالی اس کے آگے کے مراحل کو آسان فرمائے اور حضرتؒ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)۔

قربان جاؤں اُس عاشق قرآن و مردِ مجاہد پر کہ جس نے خدمتِ قرآن اور تزکیۂ قلوب کی راہ میں اُس پیرانی سالی اور امراض کثیرہ کے باوجود کبھی اپنے بڑھاپے کا احساس تک نہیں کیا۔ ؎

کڑے سفر کا تھکا مسافر ☆ تھکا ہے ایسا کہ سوگیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں ☆ لیکن بہت سی آنکھیں بھگو گیا ہے

اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اپنے اُس ولی کامل کی خدمت و شاگردی میں بندہ کو ۲۵ رسال تک رہنے اور ان کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھ کر کچھ سیکھنے کا موقع مرحمت فرمایا کہ ہر سرد و گرم ہر قول و فعل میں قرآن و حدیث ہی دیکھنے اور سننے کو ملا۔

فجزاہ اللہ خیر الجزاء

مرتب
محمد یاسین عبدالقیوم عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ☆ وہ دکان اپنی بڑھا گئے

تذکرۂ خادم الکتاب والسنۃ بالبلد الحرام

حضرت مولانا حسان احمد مظاہریؒ

جائے پیدائش اور خاندانی پس منظر:

آپؒ کی پیدائش: ۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ کو صدر گلی، عظیم آباد (پٹنہ) بہار میں ہوئی۔ آپؒ کی دادی اماں کا تعلق شیخ صدیقی سے بہار شریف (بہار) کے شیخ احمد علی چرم پوشؒ کے خاندان سے تھا۔ جن کی خانقاہ بہار شریف میں ہے۔ اور آپ کی نانی اماںؒ کا تعلق سادات سے ''منگل تالاب'' پٹنہ کے شاہ صبیح الحق صاحبؒ کے خاندان سے تھا، جن کی خانقاہ پٹنہ میں ہے۔

آپ رحمہ اللہ کے والدین محترمین (رحمہما اللہ):

آپ رحمہ اللہ کے والد صاحبؒ کی تعلیم ''کافیہ'' تک تھی، اور ''ہدایۃ النحو'' کی عبارت زبانی یاد تھی، صفحہ کا صفحہ پڑھ جاتے تھے۔ بچوں کو قرآن پاک اور اردو پڑھاتے تھے اور والدۂ محترمہ کا بھی گھر میں لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھانے کا معمول تھا، آپؒ پانچ بھائی تین بہن تھے۔

حضرتؒ خود اپنی والدہ محترمہؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''خوشی کی بات ہے کہ کبھی بھی والدہؒ کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ حتی کہ تہجد کی بھی بہت پابند تھیں، اور روزانہ ایک پارہ بہت پابندی سے پڑھتی تھیں، اور ۱۳۹۴ھ

سے دس پارہ یومیہ کا معمول ہو گیا تھا۔ اور رمضان شریف میں پندرہ سولہ سے زیادہ ختم کا معمول تھا، اور اخیر کے چند سالوں میں تو بہت معذور لبِ فراش ہو گئی تھیں، اس کے باوجود بھی پانچ چھے پاروں کا یومیہ معمول تھا، اور بستر پر لیٹے لیٹے ہی آٹھ پارے کی حافظہ ہو گئی تھیں، اور بہت پکا یاد تھا۔ اللہ تعالی نے والدین پر کرم فرمایا کے پانچوں بیٹے حافظ وقاری اور انمیں چار بیٹے عالم بھی ہیں۔ اور والدہ صاحبہ ۲۳ر سال حرمین شریفین میں قیام فرما کر جنۃ البقیع کی پیوند خاک ہو گئیں۔ اور والد صاحبؒ حرمین شریفین میں ۱۹ر سال پانچ ماہ قیام فرما کر جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔ (رحمہا اللہ رحمۃً واسعۃً)۔

آپؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

میری دادی و نانی (رحمہا اللہ) دونوں کا تعلق خانقاہی خاندان سے تھا، جس کی وجہ سے گھر میں قرآن پڑھنے پڑھانے کا ماحول دیکھا اور میلاد و فاتحہ و نیاز تھا۔ لیکن درگاہ پر جانا اور بدعت و خرافات اللہ کا شکر ہے، اس طرح کی کوئی بات نہیں تھی گھر کے کسی فرد کو درگاہ پر جاتے کبھی نہیں دیکھا، اور یہ جو مزاروں پر چادر اور پھول چھڑھاتے ہیں اس طرح کی باتیں کبھی نہیں دیکھا، اس کی برائی گھر میں سب سے سنتا تھا اور مزار پر جا کر بے پردگی ہوتی ہے اس کی برائی بھی خوب سنا۔

میرے دادا کا نام (عرفی نام) جومائی میاں تھا اسلئے کو وہ جمعہ کو پیدا ہوئے تھے میرے بچوں نے اپنا لقب اسی مناسبت سے ''الجمعی'' رکھ لیا ہے اور مجھے بھی پسند ہے۔

دادا شیخ صدیقی تھے اور رمضان پور سے آکر بہار شریف میں سکونت اختیار کر لی تھی اور بہار شریف کی خانقاہ (امیر کی درگاہ) کے مشائخ سے خاندانی تعلق تھا، اور دادا کا مکان بہار شریف کے شیر پور محلہ کی مسجد (جس کے سامنے قبرستان تھا) سے متصل تھا، اور صفِ اول کے نمازی تھے۔

دادا کی اولاد کوئی زندہ نہیں رہ پاتی تھی بچپن میں ہی اللہ کے پیاری ہو جاتی تھی، دادی اماں کی ۴۸ر سال کی عمر میں والد صاحب پیدا ہوئے، اور والد صاحب اکلوتے تھے کوئی

اور بھائی بہن نہیں تھےتو دادا نے دادی اماں سے نصیحت ووصیت یہ کی کہ اگر یہ (میرے والد صاحب کے بارے میں) زندہ رہا تب تو مکان نہ بیچنا اور اگر خدانخواستہ یہ بھی اللہ کا پیارا ہوگیا توتم اس مکان کو بیچ کر حج کے لئے چلی جانا۔ اور اس وصیت کے بعد بقرعید سے کچھ پہلے دادا نے کہا: کہ دو دن کے بعد میرا سفر ہے لوگوں نے سمجھا کہ کہیں کا سفر ہوگا، لیکن دادی اماں سے یہ بتادیا تھا کہ میں جانے والا ہوں (یعنی میرے زندگی کے آخری ایام چل رہے ہیں۔ اور بس میرا وقت قریب ہے دنیا سے جانے کا) اور خود بازار سے اپنا کفن بھی خرید لائے۔ اور قبر میں ڈالی جانے والی لکڑی جس کو ہمارے یہاں پٹ پٹ کہتے ہیں وہ بھی لانے کیلئے گھر سے نکل رہے تھےتو دادی نے روکا، منع کیا، اور اسی بقرعید کی 12 رتاریخ کوان کا انتقال ہوگیا۔ (إنا للہ و إنّا إليه راجعون)۔

اور دادی اماں کا حال یہ تھا کہ تہجد گذار ہی نہیں بلکہ ساری رات نماز پڑھتی تھیں، اور دن میں بیٹھ کر اونگھتی رہتی تھیں، ہم لوگ کہتے تھے کہ دادی اماں آپ رات کو کیوں جاگتی رہتی ہیں اور دن کو اونگھتی ہیں، ہم لوگوں سے بات کیجئے، اس بچپن کی عمر میں یہ بات پختگی سے بیٹھی ہوئی تھی کہ شاید بوڑھی عورت کو رات میں سونا جائز نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور اس پر جو پلسٹر ہوا تھا اس کو کسی وجہ سے کٹوا دیا اور یہ کہا کرتی تھیں کہ یہ بھی نہیں رہے گا۔ مطلب یہ کہ سب فناء ہونے والی ہے مرض بھی نہیں رہے گا، اور ہسپتال میں داخل ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور اللہ نے ٹھیک کردیا۔ بہت ہی نیک خاتون تھیں، لہٰذا ان کا اثر بہت مجھ پر پڑا۔ اور جب بھی ان کی خدمت کرتا تو یہ دعاء ضرور دیا کرتیں کہ اللہ تعالی تم کو حافظ قاری عالم باعمل بنائے حاجی بنائے اور کبھی یہ کہ اللہ تعالی تم کو ایک سے اکیس کرے یہ ان کی خاص دعاء تھی (جو ماشاء اللہ حرف بحرف پوری ہوئی)۔

ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے شیطان کہہ دیا تو بہت خفاء ہوئیں کہ معلوم ہے کہ شیطان کس کو کہتے ہیں؟ شیطان کافر کو کہتے ہیں، تم نے کیسے میرے پوتے کو شیطان کہا۔ بہت ڈانٹا، حالانکہ والدہ بھی ایسی باتوں کا بہت خیال کرتی تھیں۔ اور والدہ اور دادی میں بہت تعلق تھا اور بالکل ماں بیٹی کی طرح تھیں۔

نانا کا نام نظام الدین صاحب تھا، اور خاندان کے اعتبار سے اچھے باحیثیت لوگوں میں سے تھے۔

نانی امّاں کا واقعہ

نانی اماں نمازی دیندار تھیں اور گھر میں قرآن پاک بھی پڑھاتی تھیں اور خاندانی شرافت بہت تھی۔

ایک مرتبہ ۶ رسال کی عمر میں میں نانی کے یہاں بہار شریف گیا محرم کا مہینہ تھا (اور محرم میں ہمارے بہار میں بعض جگہ محرم نہ منانے والے بھی لاٹھی کا کھیل کھیلتے ہیں)، دیکھا دیکھی میں بھی سامنے گھر میں پڑھائی ہورہی تھی اور آنگن میں میں لاٹھی لیکر گھمانا شروع کیا، اور وہ لاٹھی تھی نالی صاف کرنے کیلئے وہ زمین میں لگ کر ٹوٹ گئی اور ٹوٹ کر ایک ٹکڑا گھر کے کنواں میں چلا گیا، میں مہمان بنکر گیا تھا، لیکن نانی اماں نے پٹائی کی اور اس وقت تو لگا کہ نانی اماں نے پٹائی کردی لیکن دو تھپڑ سے زیادہ نہیں لگایا ہوگا کہ تونے کنواں ناپاک کردیا، اور ۳۶۰ ڈول پانی نکلوایا۔

ابتدائی تعلیم

آپؒ خود بیان فرماتے کہ

''میں نے قاعدۂ بغدادی وقرآن پاک اور اردو کی ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ اور خاندانی دستور کے موافق چھ سال کی عمر میں ناظرۂ قرآن پاک ختم کرلیا تھا۔ اور پھر اپنے علاقہ میں ہی جناب حافظ ظہیر صاحبؒ جو ۱۲۰ رسال کی عمر کے ایک (نابینا) بزرگ استاد تھے۔ ان کے پاس چند پارے حفظ کئے، اور ان کی خدمت کی برکت سے ان کی دعائیں لیں''۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں ان کا اگلدان دھورہا تھا تو استاذ محترم اپنے ایک جاننے والے سے فرمارہے تھے (اور میں سن رہا تھا) کہ یہ لڑکا میری بہت خدمت کرتا ہے، اللہ تعالی اس کو دنیا میں چمکائے گا۔ (ان شاء اللہ)۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اس کے بعد تعلیم کے سلسلے میں مجھے ایک جگہ بھیجا گیا تھا، جہاں عربی مدرسہ میں تعلیم کا سلسلہ چلا، لیکن برائے نام۔

یہ واقعہ ۱۹۶۰ء کا ہے۔ اس وقت والدین کا قیام ''سیدہ آباد''، ضلع جہان آباد میں تھا۔ اور جہاں مجھے پڑھنے کے لئے بھیجا گیا تھا وہاں والدین کے کچھ جاننے والے بھی تھے جن کے یہاں اکثر تعلیم کے سلسلہ میں انگلینڈ وامریکہ کی باتیں ہوتی تھیں، اور ان کے بڑے لڑکے علیگڑھ میں ایم اے کر رہے تھے اب تو وہ بھی مرحوم ہو گئے۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے (آمین)۔

ایک مرتبہ اُن کے یہاں دعوت نامہ کا کارڈ آیا جس میں نام کیساتھ صدیقی لکھا ہوا تھا، تو میں نے یہ سن کر کہا کہ میں بھی صدیقی ہوں تو اس پر ڈانٹ کر مجھے یہ کہا گیا کہ ''چل ہٹ بڑے صدیقی آئے ہیں''۔

مجھے بہت غیرت آئی وہاں سے جب گھر آیا اور والدہ صاحبہؒ نے جب میرا حال سنا تو دوبارہ وہاں جانے نہیں دیا۔

اُس واقعہ کے بعد ایک بار ابا جانؒ کے ساتھ جہان آباد جا رہا تھا اور ابا جانؒ سے گفتگو کے دوران اباؒ کے آگے کھڑا ہو کر بہت جوش میں کہا: کہ ابا جان فلاں اگر امریکہ جائیگا تو میں مکہ مکرمہ جا کر دکھلاؤں گا، اور آپ لوگوں کو بھی لے جاؤں گا میری بات پر والد صاحبؒ مسکرائے۔ اور بات ایسی تھی کہ

''رہیں جھونپڑی میں اور خواب دیکھیں محل کا''۔

لیکن میرے رب رحیم نے وہ خواب حقیقت کر دکھایا کہ ۱۳۸۹ھ سے آج ۱۴۴۰ھ تک تو الحمد للہ حرمین شریفین میں وقت گذر رہا ہے۔ والدہ ۳۲/سال حرمین شریفین میں قیام کر کے جنۃ البقیع میں آرام فرما ہیں، اور والد صاحبؒ انیس سال پانچ ماہ رہ کر جنۃ المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالی بغیر کسی استحقاق کے مجھے بھی اپنے فضل وکرم سے حسن خاتمہ کے ساتھ حرمین میں سے کسی مٹی میں جگہ عطاء فرمائے۔ ''والبقیع أحب إليّ وأتمناه''

میں نے فقر کا زمانہ بھی دیکھا اور عزت وآرام کا زمانہ بھی خوب دیکھ رہا ہوں۔
اللہ تعالیٰ آخرت کی حقیقی عزت وآرام بھی عطاء فرمادے۔(آمین)۔
"تعرف الاشیاء بأضدادھا" کے لئے میں پچھلی زندگی کو خوب یاد کیا کرتا ہوں اور شکر واعتراف کی کوشش کرتا ہوں۔ اگرچہ شکرادا نہیں ہوسکتا اور یہ سوچتا ہوں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے بے استحقاق ہی عطاء کیا ہے۔ نہ ذرائع تھے، نہ اسباب تھے، بس فضل ہی فضل، کرم ہی کرم ہے، ستاری ہی ستاری ہے۔ اے اللہ اب غفاری کا معاملہ فرمادے۔

آدمیت دادۂ بعدم مسلماں کردۂ ☆ اے خدا احساں بہ احساں کرد

مدرسہ روحانیہ بیلا گنج گیا میں داخلہ کا واقعہ:

آپؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

''مولانا امین صاحبؒ کے بھائی جناب قاری نسیم صاحبؒ ہمارے یہاں مدرسہ کے چندہ کے سلسلہ میں تشریف لائے، اور والد صاحبؒ کی عادت تھی کہ جب کوئی اس طرح کے مولوی حضرات آتے تو ان کی دعوت کرتے''۔

چنانچہ والد صاحبؒ نے قاری نسیم صاحب کی رات کی دعوت کی اور جب انہوں نے مجھے دیکھا، تو والد صاحبؒ سے فرمایا: کہ یہ لڑکا بہت ذہین معلوم ہوتا ہے، مجھے دے دیجئے۔ انشاء اللہ سات سال میں عالم ہوجائے گا۔ ہم نے ان کی گفتگو سن لی۔ اور آکر اُن سے کہا: کہ کیا سات سال میں عالم ہو جاؤں گا؟ انہوں نے کہا: -ان شاء اللہ- ہوجاؤ گے۔ بس میں نے طے کرلیا کہ -ان شاء اللہ- مجھے عالم بننا ہے۔ جب شوال کا مہینہ آیا تو والد صاحبؒ نے ان کے کہنے پر مدرسہ روحانیہ بیلا گنج گیا میں داخل کرا دیا۔ اور قاری نسیم صاحبؒ کے بڑے بھائی مولانا امین صاحبؒ کے پاس خادم خاص بن کر اُن سے گلستاں اور میزان پڑھنے لگا۔ اور تعلیم سے زیادہ صحبت کی برکت حاصل ہوئی۔ مولانا بہت شفیق اور بہت ہی نیک اور بزرگ آدمی تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ اور اُس وقت مجھے تعجب ہوتا تھا کہ آپؒ تو گلستاں پڑھاتے ہیں۔ پھر نماز کا وقت ہوئے بغیر وضوء کیوں فرماتے ہیں۔ اور یومیہ پانچ کلومیٹر دور اپنے گھر (نیم

چک) سے مدرسہ روحانیہ بیلا گنج پیدل تشریف لاتے اور پیدل واپسی ہوتی۔

راقم عرض کرتا ہے کہ پھر ایک وقت آتا ہے کہ استاذ محترمؒ مولانا امین صاحبؒ مع اپنی اہلیہ کے اپنے اِس شاگرد رشید سے بیعت ہو گئے۔ اور آپؒ نے اُن کو اجازت وخلافت عطا کی۔

نیز استاذ محترمؒ ضعف و بیماری کی بنا پر اپنے شاگرد رشید (حضرت مولانا حسان صاحبؒ) کی گونا گوں مصروفیات وذمہ داریوں سے واقف ہونے کے باوجود یہ کہہ کر جامعہ روحانیہ بیلا گنج گیا کی نظامت وسرپستی آپکے سپرد کی کہ ہم نے اپنی زندگی اس مدرسہ پر لگائی ہے، ڈر ہے کہ دوسرے فرقہ والے اس پر قابض نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم اس کی ذمہ داری قبول کرلو۔ اور باوجود دوسری بڑی ذمہ داریوں کے استاذ محترم کے کہنے پر آپؒ نے قبول فرمالیا۔ اور جو مدرسہ سر پرست کے نہ ہونے کی وجہ سے غیر منظم ہو گیا تھا، اور یہ خدشہ ظاہر کیا جانے لگا تھا کہ اب مدرسہ اور مدرسہ کی وقف جائداد پر کوئی غیر مناسب شخص قابض ہو جائے گا، اُس کی ذمہ داری کو قبول فرما کر آپؒ نے پروان چڑھایا، اور ۲۰۰۰ء میں اپنے مرکز مدرسہ وخانقاہ خلیلیہ چشتیہ دھرم پور سے ایک بڑی تعداد میں اساتذہ مع طلبہ (جس میں راقم بھی موجود تھا) کے بلا کر اس مدرسہ کی ویرانی وخستہ حالی کو واقع میں اسم بامسمّٰی جامعہ روحانیہ بنا دیا۔ اور بہت ہی کم مدت میں اس کی ظاہری عمارت کی حالت کے درستگی کے ساتھ ساتھ سیکڑوں حفاظ تیار ہوئے۔ اور الحمدللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اللہ رب العزت مزید ترقیات سے مالا مال فرمائے۔ (آمین یارب العلمین)۔ (انتہی)

یوں میرا جامعہ روحانیہ میں بسلسلۂ تعلیم ایک سال رہنا ہوا، اور دوسرے سال مولانا امین صاحب اس مدرسہ سے استعفٰی دیکر ''ٹاٹا'' چلے گئے تھے۔ (پھر کئی سال کے بعد دوبارہ تشریف لائے) تو انکے مخالف مولوی میرے استاذ بنے، اور انھوں نے مولانا کی ضد میں خوب میرے اوپر زیادتی کی۔ اس وقت عروض وقافیہ کا قاعدہ پڑھاتے تھے، وہ بھی بوستاں کے سبق میں اور یاد نہ ہوتا تو پٹائی کرتے تھے۔ اب قاری حضرات خود سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے جن کی شکایت لکھی ہے، انکی طرف اشارہ بھی نہیں کیا ہے۔ مقصود اپنی سرگزشت ہے کسی کی شکایت نہیں۔

مدعی لاکھ براچاہے تو کیا ہوتا ہے ☆ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

اسی وجہ سے تنگ آ کر میں نے مدرسہ میں پڑھنے کا ارادہ ختم کرلیا تھا، اوراسکول کی کتابیں لے لی۔

لیکن والد صاحب کو عالم بنانے کا بہت شوق تھا، اور کئی قریبی لوگوں کے کہنے کے باوجود کہ آپ کا بچہ بہت ذہین ہے (ماشاءاللہ)، یہ تو میں نے -ماشاءاللہ- کہہ دیا، ورنہ عام طور پر اپنے ہندوستان میں -ماشاءاللہ- کہنے کا رواج نہیں ہے۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھول جاتے ہیں)، اس کو دنیاوی تعلیم دلائیں، ان میں ایک ڈاکٹر عبدالمنان صاحبؒ ابا جانؒ کے دوست تھے، (بعد میں ڈاکٹر صاحب حضرت شیخؒ سے بیعت ہو گئے تھے) انہوں نے کہا: کہ حسّان کو مجھے دے دیں میں اس کو ڈاکٹر بناؤں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے بھی اسکول کی تعلیم اور ڈاکٹری کے بہت فضائل سنائے، جس پر اُس بچپن کی عمر میں میں نے اُن سے یہ کہہ دیا: ''کہ باہر کی ایک روٹی سے گھر کی آدھی روٹی بہتر ہے''۔

جس کی انہوں نے والد صاحبؒ سے شکایت بھی کی، کہ تمہارا بیٹا مجھے باہر کا کہتا ہے۔ یہی آپ نے سکھایا ہے؟ سب کے کہنے کے باوجود ابا جانؒ کی بس ایک ہی بات تھی کہ ہم سے اللہ تعالی یہ نہیں پوچھے گا کہ اپنے بچے کو کمانا سکھایا کہ نہیں؟ ہاں! تعلیم وتربیت کی پوچھ ہم سے ہوگی۔ اس لئے اپنے بیٹے کو -اِن شاءاللہ- عالم ہی بناؤں گا۔

بولنے والوں نے ابا جانؒ کو ''یک بگّے ہیں، ضدی ہیں''، سب کچھ کہا۔ اور ابّا جانؒ نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔

اور والدۂ ماجدہ سے فرمایا کہ:

''حسّان سے کہو کہ ایک بار اور کوشش کر لے اور مدرسہ چلا جائے''۔

پھر میں نے خود سے مدرسہ انوارالعلوم گیا (بہار) میں داخلہ لیا۔ اور مولانا عتیق الرحمن آروی صاحبؒ (سابق مبلغ دارالعلوم دیوبند) کا خادم خاص بن کر نحو میر پنج گنج اور ابتدائی عربی کی کتابیں اُن سے پڑھی۔ اور اسی مدرسہ انوارالعلوم سے ایک ساتھی نے مظاہر علوم سہارن پور اپنے داخلہ کے لئے خط لکھا میں نے اُس سے معلوم کر کے اپنا بھی جوابی خط

لکھوالیا۔ اور وہاں سے شعبان میں جواب آیا۔ اور ۱۲/سال کی عمر میں تنِ تنہا سفر کر کے (اور یہ سفر ایک الگ داستان ہے) مظاہر علوم سہارن پور پہنچا تو وہاں لڑکوں نے اسٹرائک کر رکھا تھا، اور بے وقوفوں نے مدرسہ مظاہر علوم کے مقابلے میں ایک مسجد کی چھت کے اوپر ''کنز العلوم'' کے نام سے ایک مدرسہ کھول لیا تھا۔ اور اُن لوگوں نے مجھے بھی بہکانا چاہا لیکن ہم تو مظاہر علوم کے لئے گئے تھے۔

اس ہنگامی حالات میں علاقے کے بہت سے علماء کرام مظاہر علوم تشریف لائے ہوئے تھے، جن میں مولانا حشمت اللہ صاحبؒ (جو بعد میں میرے استاذ بنے) بھی تھے، اُن سے ملاقات ہوئی میرے اوپر شفقت فرماتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا:

''کہ دیکھو یہاں ہنگامی حالات ہے، تم مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ چلے جاؤ۔ میں وہاں کا ناظم ومہتمم ہوں ابھی مدرسہ (مظاہر علوم) کے بلاوے پر آیا ہوا ہوں، اور وہاں (ریڑھی تاجپورہ میں) بھی کل داخلہ بند ہو چکا ہے، لیکن میرا نام لے لینا - اِن شاء اللہ - داخلہ ہو جائے گا''۔ (جزاہ اللہ خیر الجزاء)۔

یوں جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ چلا گیا۔ اور وہاں اُولی عربی میں داخلہ ہوا، اور ساری ابتدائی کتابیں منظم طریقے سے از سر نو پڑھیں۔ اور یہاں (مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ میں) مولانا عمر صاحب مجاہد پوری دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی توجہ رہی۔ اور انہوں نے بہت ہی محبت وشفقت سے اپنے گھر میں اس طرح رکھا، گویا میں گھر کا ایک فرد ہوں۔

اور وہاں (مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ) سے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور آنے کے بعد جب کبھی جمعرات، جمعہ کی چھٹیوں میں سائیکل کرایہ پر لیکر اُن کے یہاں ملنے جاتا تو استانی جی بہت کچھ ناشتہ وغیرہ دیدیا کرتیں، اور استانی جی جب حج پر تشریف لائیں تو میرے گھر تشریف لائیں۔ اور میرے بچوں کے سامنے مدرسہ کی پرانی باتوں اور یادوں کا تذکرہ کر کے پرانی یادیں تازہ کر دیں۔ (جزاھما اللہ خیر الجزاء)۔

اور اس وقت مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ میں مَیں پہلا بہاری طالب علم تھا

اکثر اُس وقت وہاں علاقے کے طلبہ ہوتے تھے۔ پانچ دن کے بعد مجھے والدہ کی یاد آئی اور میں رونے لگا، تو وہاں یہ بات دیکھی کے سب طلبہ (ساتھیوں) نے مجھے اس طرح اپنے بھائی کی طرح اتنی شفقت ومحبت سے چپ کرایا کہ بھولوں گا نہیں۔ دوسال وہاں (مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ) رہ کر میں نے شرح جامی بحث فعل تک پڑھا، اور تیسرے سال مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہو گیا۔

بزرگوں سے عقیدت کا واقعہ:

سہارن پور سے کچھ فاصلے پر ''بِہَٹ'' ایک قصبہ ہے وہاں تبلیغی جلسہ تھا جس میں حضرت مولانا یوسف صاحبؒ تشریف لانے والے تھے لوگوں کا ازدحام ایسا دیکھا کہ اس سے پہلے کبھی کسی بزرگ کا ایسا استقبال نہیں دیکھا تھا۔

بہار میں علماءِ کرام کی یہ قدردانی دیکھنے کو کبھی نہیں ملی مدرسہ سے تمام طلبہ و مدرسین سب تقریر سننے کے لئے گئے اُن دنوں مَیں کچھ عجیب وسوسے کا شکار رہوا تھا۔ جب وہاں (تبلیغی جلسہ) سے واپس آیا تو الحمدللہ اس میں سکون لے کر آیا۔ اور دور سے حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کو دیکھا تھا قریب سے نہیں دیکھ سکا۔ اس لئے کہ اسٹیج سے کافی دور تھا اور واپسی میں ایک خاص بات یہ دیکھی کہ آسمان سے ایک روشنی نیچے زمین تک آئی اور کئی سکنڈ تک رہی جس سے ہم آنے والوں کا راستہ روشن ہو گیا۔ لوگوں سے سنا کہ یہ قبولیت کی علامت ہے، اس سے بھی ایک عقیدت ہوئی، اور دل صاف ہوا، اور وسوسہ ختم ہوا۔ اور اس جلسے میں دوسری چیز یہ معلوم ہوئی کہ ۲۴ رگھنٹے میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں جو دعاء کی جائے قبول ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن ایک گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے، یہ تو سنا تھا۔ لیکن ہر روز کا پہلی مرتبہ سنا۔

حضرت مولانا اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی:

صدر مدرس جناب حضرت مولانا اصغر صاحبؒ کی بزرگی دیکھی کہ وہ گھر سے آتے تھے قرآن پڑھتے ہوئے۔ اور نظر نیچے کر کے چلتے تھے۔ لیکن یہ سمجھئے کہ ہم ساتھیوں کا آپس

میں چیلنج تھا کہ ان کو کوئی سلام نہیں کرسکتا ہے۔ یعنی وہ بالکل سر جھکا کر چلتے تھے، اور قرآن پڑھتے ہوئے جہاں قریب آئے اور نظر اٹھائی -السلام علیکم-۔ آپؒ ہی سلام میں پہل فرمادیا کرتے تھے۔ بہت کوشش کے باوجود پہل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ دو سال تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ میں پڑھا، اور طرح طرح سے کوشش کی، لیکن میں سلام میں کبھی پہل نہ کرسکا۔ دور سے چیخ کر کے تو سلام کرنہیں سکتا تھا، نظر سے نظر ملنے پر ہی سلام کرسکتا تھا، اور ادب کا ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے، اور آپؒ کا معاملہ یہ تھا کہ جہاں قریب تشریف لاتے، پہل کردیتے۔ بہت متواضع آدمی تھے۔ سبق کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ اُن کو گردے میں درد ہوتا تھا تو جب کبھی تکلیف ہوتی تو گھر میں بلاکر سبق پڑھاتے تھے اُس تکلیف میں بھی سبق کا ناغہ نہیں فرماتے۔ چارپائی پر لیٹے لیٹے سبق پڑھاتے تھے۔ اُن کی اس حالت سے بھی بہت زیادہ متاثر ہوا۔ اور یہ سب نمونہ بہار میں نہیں دیکھا تھا۔ کہ سبق کا اتنا اہتمام ہو۔ اور اُن کی نیکی اُن کا چپ رہنا، اور کوئی نصیحت کرنا تو مختصر انداز میں کرنا، ایسی تمام باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔

تیسرے سال مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ:

تیسرے سال مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (جو دار العلوم دیوبند کے بعد برصغیر کا سب سے بڑا مدرسہ شمار کیا جاتا ہے اور جس کی بنیاد دار العلوم کے ۶/ ماہ بعد رکھی گئی تھی) میں داخلہ لیا۔ اور شرح جامی بحث اسم، کنز الدقائق، نور الانوار وغیرہ سے دورہ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کی۔ اور اللہ تعالی کے فضل سے حضرت شیخ رحمہ اللہ کا خادم خاص بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور الحمد للہ آخری وقت تک اللہ تعالی نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے مستفید ہونے کا شرف بخشا۔ اور ان کی صحبت بابرکت جس میں فکر آخرت کا استحضار ہوتا تھا۔ اور اگر حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہ صحبت نہ ملی ہوئی ہوتی تو پتا نہیں کہاں ہوتا۔

فللّٰہ الحمد و المنہ، و جزاہ اللہ خیر الجزاء

عبارت خوانی پر انعام:

اور دورے کے سال میں حضرت شیخ رحمہ اللہ شروع سال میں جب بخاری شریف

شروع فرماتے تو عبارت پہلے اپنے خادموں سے پڑھوالیا کرتے تھے، وہ اس لئے کہ بعد میں سبق زیادہ ہونے کی وجہ سے جس کی عبارت کمزور ہوتی اس کا نمبر ہی نہیں آتا تھا، اور میرے بارے میں حضرت کو یہ اطلاع نہیں تھی کہ میں عبارت پڑھتا ہوں، حضرتؒ نے سب سے عبارت پڑھوائی، اور چونکہ مَیں دورہ حدیث شریف کی جماعت میں سب سے چھوٹا تھا اس لئے میرا نمبر بعد میں آیا، اور میرا مطالعہ کیا ہوا دور تک تھا، جب مجھے پڑھنے کو فرمایا تو میں نے روانی کے ساتھ اچھی خاصی عبارت پڑھ ڈالی۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مجھے دیکھا، اور حضرتؒ کا یہ مشہور تھا کہ جس کو گھور کر دیکھ لیا، وہ نظر میں آجاتا تھا، اس کے بعد جب تیز عبارت پڑھنے کا زمانہ آیا تو جب کسی کو اٹک آنی شروع ہوتی تو حضرت شیخؒ فرماتے: چل حسّان! اور یہ اخیر تک رہا کہ حضرت کے یہاں میں عبارت پڑھتا رہا۔

اور عبارت پڑھنے پر دو مرتبہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مجھے ایک ایک روپیہ کا سکہ انعام دیا۔ ایک تو اُس مقام پر جہاں اکثر غلطی کرتے تھے میں نے درست پڑھا اور دوسرے بقرعید کے بعد جہاں سے عبارت باقی تھی وہیں سے شروع کیا، تو حضرت شیخؒ نے فرمایا: کہ اکثر طلبہ سبق بھول جاتے ہیں، تو نے - ماشاءاللہ - یاد رکھا۔ اور ۱۹۶۸ء میں مظاہر علوم سے فارغ ہوا، اور اللہ کے فضل سے اول درجے کی سند حاصل کی۔

مظاہر علوم سہارن پور میں ہمارے اساتذہ کرام:

☆ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔
☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ۔
☆ حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ۔
☆ حضرت مفتی عبدالعزیز صاحب رائپوریؒ۔
☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا یونس صاحب جونپوریؒ۔
☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔
☆ حضرت مولانا وقار علی صاحبؒ۔
☆ حضرت مولانا ظریف صاحبؒ۔

☆ امام النحو حضرت علامہ صدیق صاحب کشمیریؒ۔

☆ حضرت مولانا محمد اللہ صاحبؒ۔

☆ حضرت قاری ابراہیم صاحبؒ۔

☆ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوریؒ۔

اور سب ہی سے الحمدللہ تعلق رہا، اور یہ سنا ہوا تھا کہ اساتذہ سے اتنا تعلق ہو، کہ کم از کم نام یاد ہوجائے۔ تاکہ دعاؤں میں یاد رہ سکو۔ اور یہ بھی اساتذہ کی نصیحتوں میں سنا تھا کہ دعاء کرائی نہیں دعاء لی جاتی ہے۔ ایسا کام کرو کہ استاذ خود دل سے دعاء کریں۔

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ پھر بعد میں جب بھی آپؒ مکہ مکرمہ سے ہندوستان تشریف لے جاتے تو آپؒ کا معمول تھا کہ خاص سفر اساتذہ سے ملاقات کے لئے فرماتے۔ اور بالخصوص حضرت مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا عمر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا اصغر صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا یونس صاحب رحمہا اللہ سے اپنے کام کی کارگزاری سنا کران سے دعائیں لیتے، اور مشوروں سے نوازے جاتے۔ (انتہی)، (رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً)۔

خاص زملائے درس بخاری مظاہر علوم سہارنپور:

☆ محدث الحرمین حضرت شیخ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحبؒ۔

☆ حضرت مولانا ہارون ندوی صاحبؒ۔ ناظر کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

☆ حضرت مولانا عبدالوہاب پورنویؒ۔

☆ حضرت مولانا ظہیر پورنوی صاحب دامت برکاتہم۔

☆ حضرت مولانا جواد پورنوی صاحب دامت برکاتہم۔

☆ حضرت مولانا انور سورتی صاحب دامت برکاتہم۔

دوران تعلیم سبق کی پابندی:

آپؒ فرماتے ہیں کہ:

’’ایک مرتبہ اپنے کسی استاذ کی چائے بنانے میں میرا پاؤں جل گیا، اور سخت تکلیف

تھی، لیکن ایک سبق بھی ناغہ نہیں کیا تھا، اس لئے ناغہ سے بچنے کے لئے اسی حالت میں مولانا محمد اللہ صاحبؒ کے "سلم العلوم" کے سبق میں حاضر ہو گیا، اور لہر (جلن) کی وجہ سے پاؤں کی طرف بار بار دیکھ رہا تھا تو مولانا نے مجھے دیکھ لیا، اور فرمایا: حسّان کیا ہوا؟ میں نے پاؤں دکھا دیا۔ مولانا نے اپنی آنکھیں بند کر لی۔ اور ہاتھ رکھ لیا۔ اور اسی وقت ایک لڑکے کے ساتھ مجھے ڈاکٹر کے یہاں بھیجا۔ اور جب لوٹا تو ساتھیوں نے بتایا کہ مولانا نے فرمایا کہ پابندی اس کو کہتے ہیں، اور چھٹی کر دی کہ آج سبق نہیں ہوگا"۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے تعلق و بیعت کا واقعہ:

آپؒ بیان فرماتے ہیں کہ مدرسہ مظاہر علوم سے ہر جمعرات کی شام کو ۲۴ر گھنٹے کی طلبہ کی جماعت نکلتی تھی جس میں کم عمر طلبہ کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ تو میں نے اپنا یہ معمول بنالیا تھا کہ ہر جمعہ کو اعتکاف کر لیا کرتا تھا۔ اور جب سال کی چھٹی سے پندرہ دن پہلے امتحان کی تیاری کے لئے سبق بند ہو گیا تو میں نے ۲۵ر رجب سے ۱۴ر شعبان تک کا اعتکاف کر لیا۔ تا کہ امتحان کی تیاری بھی بہتر انداز سے ہو سکے۔ اور اسی مسجد میں حضرت شیخ رحمہ اللہ صبح سے گیارہ بجے تک بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اور میں مسجد کے اندر کے حصے میں اس وقت سو جایا کرتا تھا۔ اور ذہن میں یہ ہوتا تھا کہ میں تو شرح جامی کا طالب علم ہوں بخاری شریف مجھے کہاں سمجھ میں آ سکے گی۔ اور دوسری بات اُس عمر میں یہ بھی ذہن میں تھی کہ معتکف کو سونے کا بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ تاویل کر کے سو جایا کرتا۔

اُسی اعتکاف میں ایک دن یہ خواب دیکھا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ چار پائی پر آرام فرما ہیں۔ اور استنجاء میں استعمال کیا ہوا ڈھیلا چار پائی کے نیچے پڑا ہوا ہے۔ اور مجھے بہت ہی خطرناک قسم کا وسوسہ آ رہا ہے۔ (خواب میں دیکھ رہا تھا) تو حضرتؒ کے پاس گیا کہ حضرتؒ مجھے بہت وسوسہ آ رہا ہے تو حضرتؒ اسی گندا ڈھیلا کو اٹھا کر مجھے سونگھا دیا۔ اور ناک پر لگاتے ہی سارا وسوسہ ختم ہو گیا۔ یہ خواب دیکھتے ہوئے ایک دم آنکھ کھلی۔ اور یہ سوچا کہ اتنے بڑے اللہ والے ہیں کہ استنجاء کے ڈھیلا سے میرا سارا وسوسہ ختم ہو گیا (اور اس وقت

بھی حضرتؒ بخاری شریف پڑھا رہے تھے)۔ بس جلدی سے اٹھا اور وضوء کر کے حضرتؒ کے بخاری شریف کے سبق میں بیٹھ گیا۔ اور سب سے پہلی حدیث شریف اور سب سے پہلی تقریر حضرت شیخ رحمہ اللہ کی جس حدیث پر سنی وہ یہ کہ پانی کھلے برتن (پیالہ) میں پینا چاہئے۔

بہر حال! تو اس خواب کے بعد حضرتؒ کی عقیدت دل میں بیٹھ گئی۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ بہت دیر تک (ایک گھنٹہ سے اوپر) اوّابین پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن جب حضرتؒ اوّابین سے فارغ ہوگئے تو مولانا معین الدین صاحبؒ نے حضرتؒ سے میرا تعارف کرایا۔

(مولانا معین الدین صاحبؒ سکّھر پاکستان کے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے چہیتے تھے۔ یہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان میں رہ گئے تھے۔ یہ میرے ابا کی عمر کے تھے، اور ہم سے فرماتے کہ مجھ سے دوستی کرلو۔ یہ حضرات کیسے اللہ والے تھے کہ میرے اعتکاف میں ہونے کی وجہ سے محبت فرماتے تھے۔ موقع بموقع نصیحت فرماتے۔ اور ہمت افزائی فرماتے اور کبھی رکعت چھوٹ جاتی تو بہت محبت سے سمجھاتے، کہ رکعت کیسے چھوٹ گئی؟ آدھا گھنٹہ پہلے اذان ہوتی ہے پھر بھی تمہاری رکعت چھوٹ گئی؟ تہجد کے وقت مجھے بہت پیار سے اٹھاتے، اور نہیں اٹھتا تو پاؤں دبانے لگتے۔ اور فرماتے کہ حوریں انتظار کر رہی ہیں، حوریں انتظار کر رہی ہیں۔ اس محبت سے انھوں نے مجھے تہجد کا پابند بنا دیا)۔

کہ حضرت ایک طالب علم ہے۔ ''گیا'' بہار کا رہنے والا۔ اور میں جب سے ہوں دیکھ رہا ہوں کہ- ماشاء اللہ- نماز کا پابند ہے۔ اور ہر جمعہ کو اعتکاف کرتا ہے۔ اور ابھی اُس نے پندرہ دن کا اعتکاف کر رکھا ہے۔ تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ بلائیو، بلائیو! وہ لونڈا تو بڑا اچھا ہے۔ اور میں قریب ہی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوا، تو مولانا معین صاحبؒ نے اشارہ کیا تو میں حاضر ہوا، اور حضرت شیخ رحمہ اللہ سے سلام ومصافحہ کیا۔ تو حضرتؒ نے ہم سے پوچھا: کہ ابے تیرا کیا نام ہے تو کہاں رہے کیا پڑھے؟

میں نے بتایا کہ ''بہار'' کا رہنے والا ہوں۔ پھر حضرتؒ نے پوچھا: کہ تو نے اعتکاف کیا ہے؟ روزہ بھی رکھے؟ ہم نے کہا: جی! حضرتؒ نے فرمایا: کہ سحری کا کیا انتظام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ درخواست دے دی ہے تو دو وقت کا کھانا ہم کو شام میں مل جاتا ہے۔ پھر حضرتؒ نے فرمایا: کہ روٹی کون لایا کرے؟ ہم نے کہا: کہ عبداللہ دربان۔ حضرتؒ اس کے مزاج سے واقف تھے، اس لئے تعجب سے پوچھا: کہ وہ لادیا کرے؟ ہم نے کہا: کہ جی! ایک وقت کی روٹی اس کو دے دیا کرتا ہوں، اور ایک وقت میں کام چلا لیتا ہوں۔

اس پر حضرت رحمہ اللہ نے بہت ہی پیار سے فرمایا:

''کہ ابے ساری ہی روٹی اسے دے دیا کر۔ اور آج سے تیری روٹی میرے یہاں۔ اور (مسجد سے تشریف لے جانے کے بعد) حضرتؒ نے گھی چپڑی روٹی اور کوفتہ بھجوایا۔ اور پھر جب عشاء میں حضرتؒ مسجد تشریف لائے تو فرمایا: ابے روٹی آ گئی تھی؟ سحری بھی آجایا کرے گی۔ اور روزانہ روٹی حضرت شیخؒ کے یہاں سے آنی شروع ہوگئی، اور پورے اعتکاف کے دوران آتی رہی۔ اور ایک خدمت کا موقع اعتکاف میں ہوتے ہوئے حاصل ہوتا رہا، وہ یہ کہ جب حضرت مسجد تشریف لاتے تو ہاتھ بڑھا کر جوتا اٹھا لیا کرتا۔ اور جب جانے کا وقت ہوتا تو رکھ دیا کرتا۔ اور خادم لوگ تو قریب لگنے نہیں دیتے اور مجھ سے چھیننے کی کوشش کرتے''۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے دیکھ کر فرمایا:

''ابے کیوں اسے دھکا دے، اٹھانے دے اسے، یہ بھی تو کہے میں بھی تیرا ہوں''۔

پھر جب مدرسہ میں امتحان ختم ہوگیا تو مرید ہونے کا شوق ہوا۔ اور حضرت شیخؒ کا اصول یہ تھا کہ دورۂ حدیث اور موقوف علیہ والے کو بیعت فرماتے تھے نیچے درجے والے طلبہ کو بیعت نہیں فرماتے تھے۔ اور میں عمر میں بھی سولہ سال کا تھا، اور درجہ میں بھی نیچے (شرح جامی میں)۔ جب میں نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے بیعت کی درخواست کی تو حضرتؒ نے فرمایا: ابھی نہیں۔ پھر میں نے سفارشی پکڑا۔ ایک، دو، تین سے سفارش کروائی۔ ایک حضرتؒ کے کسی چہیتے کے صاحبزادہ تھے اُن سے بھی کہا: کہ بھائی میری

سفارش کردو۔ اخیر میں مولانا منور صاحبؒ سے میں نے کہا: تو اُنہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

تو مولانا منور صاحبؒ کی سفارش پر حضرتؒ نے فرمادیا کہ مغرب بعد آجانا۔

اوّابین کے بعد، میں گیا، تو تین بیعت ہونے والے تھے۔ دو اُن میں دورۂ حدیث کے طالب علم تھے، (ایک سے تو ملاقات ہوتی رہتی ہے مولانا نسیم صاحب امروہی)، اور ایک میں تھا حضرتؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کہ ''ابے اَبھی سے کیوں تو پھسے؟ کرلے کچھ اوراڑّادی''۔ پھر حضرتؒ نے بیعت فرمالیا۔ یہ ۱۳۸۵ھ، ماہِ شعبان کا واقعہ ہے۔

اس کے بعد سے چھٹیوں کے ایام بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس ہی گذارتا، اور زمانہ طالب علمی میں بارہ تسبیح کے علاوہ پانچ ہزار ذکر کا معمول رہا۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کی محبت دل میں ایسی سمائی کہ اُن کے جیسی کسی اور سے محبت نہیں رہی۔ اور مجھے جو لوگ دھکا دیتے اُن سے میں یہاں تک کہتا کہ مجھے حضرتؒ بھی نہیں بھگا سکتے۔ حضرت اگر مارینگے تو مجھے بوڑھاپے کے ہاتھ سے چوٹ نہیں لگے گی، اور نہ میری عزت جائیگی اور ہم کو اپنے گھر سے بھگادینگے لیکن در سے نہیں بھگا سکتے، خانقاہ کے باہر بیٹھا رہوں گا یہ بھی اللہ تعالی کا خاص فضل ہوا۔

(راقم السطور عرض کرتا ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے خلفاء وتلامذہ میں سے کئے ایک حضرات سے یہ بات سنی کہ ساری زندگی حضرت مولانا حسان صاحب نے اپنے شیخ رحمہ اللہ کے نقش قدم پر اس طرح چلتے رہے کہ ایک انچ ہٹنا گوارہ نہیں فرماتے۔ جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔ (انتہی)، (رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً)۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ:

''اسی محبت کی بدولت آج تک مکہ مکرمہ میں قیام ہے، اور والدین اور تمام بھائی اور میری آل اولاد سب کے سب یہیں ہیں۔ اللہ تعالی میری تمام نسل کو دین کی خدمت کے ساتھ حرمین شریفین کے لئے قبول فرمائے''۔ اور اخلاص کے ساتھ خدمت قرآن کریم کی توفیق اور اسباب پیدا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین، المہیمن القادر الکریم)۔ میرے پاس کوئی ظاہری اسباب نہیں رہے۔ لیکن اللہ تعالی

ہرموقع پراسباب پیدا کرتارہا آئندہ بھی اللہ تعالی سے یہی امید ہے''۔(انتہی)

خلافت واجازت:

آپؒ کو اپنے شیخ قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی طرف سے چاروں سلسلوں میں اجازت وخلافت سے نوازا گیا۔اورآپؒ نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد اپنے وطن عزیز بہار کے''دھرم پور'' گاؤں میں (جو عام سڑک سے ۳؍ کلومیٹر اندر پیدل کے راستہ پرواقع ہے،اب قریب زمانہ میں حضرتؒ سے اجازت لے کر سڑک بنائی گئی ہے)۔اپنا ایک مرکز مدرسہ وخانقاہ خلیلیہ چشتیہ کے نام سے بنایا۔جس کی دس سے زیادہ شاخیں ہیں۔جس میں سینکڑوں بچے بچیوں کی بہت ہی سادگی سے تعلیم کا نظم ہے، کہ نہ تو لمبی چوڑی عمارت اور نہ ہی محصِّلِ چندہ۔ بلکہ حضرتؒ فرماتے: کہ میں نے حضرت حکیم الأمت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظ کو سامنے رکھتے ہوئے کہ جس کا خلاصہ یہ کہ جس سے جو دین کی خدمت ہوسکے کرے۔اب خزانچی اورمحصل چندہ اوراس طرح لمبے چوڑے چکر میں پڑنے کا وقت نہیں ہے، اور بہت ہی فائدہ میں ہوں۔تعلیم اصل ہے،تعمیر نہیں۔لیکن اب معاملہ الٹ گیا ہے کہ جب تک مدرسہ کی لمبی چوڑی عمارت نہ بنے،تب تک تعلیم رکی رہتی ہے۔اوراسی میں کافی وقت اوراخراجات کا بوجھ اٹھا کرلوگ تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔(انتہی از راقم الحروف)۔

بمبئی سے مکہ مکرمہ کا پہلا سفر:

آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴؍شعبان ۱۳۸۹ھ کو بمبئی سے محمدی جہاز سے روانگی ہوئی سیٹ تو ڈیک کلاس میں تھی۔مگر دوران سفر امامت کرنے کی وجہ سے فرسٹ کلاس میں آنے جانے کی پوری سہولت حاصل تھی۔ہمراہ حاجی عبدالقدیر حیدرآبادی بھی تھے۔۲۲؍شعبان ۱۳۸۹ھ صبح سویرے جہاز جدہ بندرگاہ پرلگ گیا تھا،لیکن اسوقت نظم کی خرابی کی وجہ سے بے دانہ و پانی ہم لوگ شام تک بندرگاہ پررہے۔پھرشام کو باہر آئے تو جناب ملک عبدالحق صاحب والد حضرت مولانا عبدالحفیظ مکیؒ اپنی گاڑی (اونیٹ) لئے کھڑے تھے انکی گاڑی سے مکہ مکرمہ آئے،اورانہی کے گھر رات کو قیام کیا۔پھرصبح کو

طواف کے لئے مولانا عبدالشکور صاحب کے ساتھ حرم شریف میں داخل ہوا، اور بیت اللہ شریف پر جب پہلی نظر پڑی تو یہ دعا کی کہ اے اللہ ہر سال حج نصیب فرما اور جو دعاء کروں اسے قبول فرما۔ راستہ سمجھ گیا اور روزانہ حرم شریف پیدل آنا جانا شروع کر دیا۔

مدینہ منورہ سے حضرت شیخ رحمہ اللہ کا حکم آ گیا کہ میں رمضان میں مکہ مکرمہ آ رہا ہوں تو مکہ میں رہ۔ پھر حضرت شیخ رحمہ اللہ شروع رمضان میں مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ حضرت کی زیارت ہوئی، بہت دعائیں ملیں۔ رمضان المبارک میں حضرت شیخ رحمہ اللہ روزانہ بعد تراویح ہم خدام کے ساتھ عمرہ کیا کرتے اور اس کے علاوہ مجھے جب موقع ملتا عمرہ کرتا تھا۔ ایک دن میں کئی عمرہ ہو جایا کرتا تھا۔

(راقم السطور عرض کرتا ہے کہ عمرہ کے متعلق آپؒ نے بیان فرمایا تھا کہ رمضان المبارک کے ایک دن میں سات عمرہ تک کیا ہوں، اور بس احرام میں ہی ہوتا تھا۔ عمرہ ہی کے دوران میری ملاقات حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ سے ہوئی تھی، اور ان کے ساتھ کئی عمرہ کیا اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی سادگی و بے تکلفی سے میں نے ان کو ایک مولانا سمجھا۔ پہلے سے واقف نہیں تھا۔ پوچھنے پر یہ معلوم ہوا کہ ۳۵/سال سے آپ درس حدیث دے رہے ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور کی بانی ہیں۔ میرے اوپر اُن کی شفقت یہ تھی کہ مجھے دوست فرماتے اور ایک عرصہ کے بعد سفرِ انگلینڈ میں حضرت مولانا سے ملاقات ہوئی تو ایک صاحب میرا تعارف کرانے لگے تو حضرت مولانا نے فرمایا کہ کس کا تعارف کرا رہے ہو یہ تو میرے دوست ہیں۔ (انتہٰی) **رحمهما الله تعالى**)۔

دوسرا سفر:

مکہ مکرمہ سے اردن روانگی برائے ویزا عبدالمالک صاحب کے ساتھ ۱۹/شعبان ۱۳۹۲ھ احباب کا مشورہ ہوا کہ دارالحدیث مکہ مکرمہ میں داخلہ لے لو تو اقامہ بن جائے گا۔ اسکے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں درخواست دینی ہوگی۔ لہٰذا میں نے کاروائی کی۔ اس کے لئے باہر ملک سے ویزہ لگوانا ضروری تھا عموماً لوگ اردن جا کر ویزا لگواتے تھے۔

لہٰذا میں نے بھی اردن کا ویزا حاصل کیا اور اردن گیا۔ رفیق سفر عبد الما لک بھی تھے۔ جدہ سے عمان پہلی بار ہوائی جہاز کا سفر کیا شباب والا ٹکٹ ملا نصف قیمت پر۔ اردن میں تبلیغی مرکز میں قیام ہوا، وہاں اُسوقت بھی اتنی عریانیت تھی کہ ویزا لگواتے ہی دوسرے دن ۲۱ر شعبان ۱۳۹۲ھ کو واپس ہو گیا۔

تبوک کے راستہ سے طالب کے ویزا پر ۲۱ر شعبان ۱۳۹۲ھ ٹیکسی سے واپس براہِ تبوک ہوا عمان سے معان، معان سے المدورہ، پھر تبوک، وہاں سے مدینہ منورہ قبیل الفجر پہنچا۔ صوفی اقبال صاحبؒ کے یہاں قیام کیا۔ صوفی صاحبؒ نے بہت اصرار کیا کہ نکاح کرلو اور بیوی ساتھ لیتے جاؤ۔ لیکن میں نے بالکل انکار کیا کہ شادی وطن میں کرنی ہے اور ابھی والدین کو بلانا ہے اور اپنے بھائیوں کو پڑھانا ہے۔ الحمد للہ اس مقصد میں پوری پوری کامیابی ہوئی۔

مکہ مکرمہ سے ہندوستان روانگی برائے شادی:

اور محرم ۱۳۹۳ھ کو برٹش ایرویز سے ظہران، بحرین، بمبئی، احمد آباد، دہلی، دہلی سے کراچی، ظہران (اسطرح گھوم گھما کر واپسی کی ٹکٹ بنی، اور ٹکٹ صرف ۷۵۰ر ریال میں بنی تھی سراج بٹ خال عامر ملک کے واسطے سے)۔ بمبئی میں اتر کر وہاں غیر اسلامی منظر سے اختلاجی کیفیت ہو گئی تھی۔ اگر ممکن ہوتا تو وہیں سے جدہ واپس ہو جاتا۔ لیکن یہ قانوناً ممکن نہ تھا۔ بمبئی میں اللہ تعالی کی مدد ہوئی جو کہ ظاہر کے بالکل خلاف تھا ہوا یہ کہ بمبئی سے ایک گھنٹہ کے بعد دہلی کی سیٹ تھی میں سعودیہ اور ہندوستان کے ڈھائی گھنٹہ کے فرق سے غافل بیٹھا رہا۔ اپنی سمجھ سے وقت پر اٹھکر معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ جہاز چھوٹ گیا ہے۔ میں پریشان کھڑا تھا اچانک ایک مسلمان قلی آیا۔ پریشانی پوچھی؟ بتانے پر اس نے کہا: فکر نہ کیجئے! میں سیٹ کرا دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کتنے روپے لوگے؟ اس نے کہا: آپ پانچ روپے دے دینا، میں نے ٹکٹ اسکو دیدیا، اور ساتھ ساتھ گیا، وہ لائن کو چھوڑ کر کونٹر پر پہنچا اور کہا: صاحب پہلے انکا کر دیجئے، اس نے داخلی جہاز سے وایا احمد آباد سیٹ کرا دیا۔ جیسے کہ

جہاز خالی ہو، یہ اللہ تعالی کی غیبی مدد تھی۔ جب جہاز پر پہنچا تو دیکھا ایک بھی سیٹ خالی نہیں۔ جہاز پورا بھرا ہوا ہے، اور جیسے کہ میرے انتظار میں ہے۔ بہر حال ساڑھے نو بجے صبح دہلی مطار پر اترا۔ وہاں سے سیدھے نظام الدین مرکز پہنچا۔ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ تقریر فرمارہے تھے۔ میں منشی بشیرؒ کے کمرہ میں اوٹ میں بیٹھ گیا۔ حضرت جی تقریر ختم کر کے کمرہ پر تشریف لائے، اور فرمایا: ابھی میں نے حسّان کو دیکھا تھا۔ میں فوراً سامنے آ کر کھڑا ہوا، سلام کیا، حضرت نے بہت محبت سے خیریت معلوم کی، نظام معلوم کیا، تو میں نے سہارنپور کا قصد بتایا، تو بڑی محبت سے فرمایا: میرے پاس نہیں رہو گے؟ میں نے عرض کیا، حضرت دل بہت گھبرا رہا ہے، حضرت نے اجازت دیدی، اس دن بسوں کی ہڑتال تھی۔ کاندھلہ والا راستہ چالو تھا، مولوی نور الحسن راشد صاحب دامت برکاتہم بس اسٹین تک میرے ساتھ تھے راستہ میں ہم دونوں عربی میں گفتگو کر رہے تھے، تو ایک ہندو پیچھے پڑ گیا کہ کھاتے ہیں انڈیا کا، گاتے ہیں عرب کا، میں نے عربی میں اسکو کچھ کہہ دیا۔ وہ میری بات سمجھ گیا، (ممکن ہے عرب میں کہیں نوکری کی ہوگی)، وہ مجھ سے جھگڑنے کو تیار ہو گیا، میں ایسا بن گیا کہ مجھے اردو آتی ہی نہیں، مولوی نور الحسن راشد صاحب دامت برکاتہم نے میری ترجمانی کی، اور لوگوں کو متوجہ کیا کہ اِس شخص کو دیکھو بلا وجہ میرے مکہ کے مہمان سے جھگڑ رہا ہے۔ میں نے مولوی نور الحسن راشد کو سامان دیا کہ تم سامان اُس بس پر چڑھا دو جو جلدی جارہی ہو۔ میں کسی بس پر بیٹھ جاتا ہوں، اور تم سیٹ پر بیٹھ جاؤ، جب بس چلنے لگے تو مجھے بلا لینا، وہ ہندو مجھ سے کئی سیٹ آگے بیٹھ گیا، اور میں عین وقت پر اتر کر اپنی سیٹ پر چلا گیا۔ اور مولوی نور الحسن راشد واپس ہو گئے۔ اور جب میں سہارنپور پہنچا تو وہ ہندو ہم سے پہلے پہنچا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر اندر سے میں خائف تھا لیکن ظاہر میں ایسا جری کہ کچھ کہے گا تو مار پیٹ بھی کر دوں گا۔ وہ عمر میں مجھ سے زیادہ تھا۔ میں نے جلدی سے رکشہ کیا۔ رکشہ خوب تیز چلوایا، اور نظر بچا کر مدرسہ خلیلیہ شاخ میں اتر گیا۔ وہ آگے نکل گیا میری جان چھوٹی۔ میرا بھائی احتشام وہاں پڑھتا تھا، پانچ سال پر ملاقات ہوئی پہچان میں نہیں آرہا تھا، خوب محبت سے ملا، اسکے بعد میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں چلا گیا۔ حضرت

سے ملتے ہی دل کو سکون مل گیا۔ اختلاج کی کیفت ختم ہو گئی۔ حضرت نے شفقت سے احوالِ سفر معلوم کیا اور خوش ہوئے۔ میں نے تین دن قیام کیا۔ پھر گھر جانے کی اجازت مانگی تو حضرتؒ نے فرمایا: کہ کیا نظام ہے میں نے عرض کیا کہ-ان شاء اللہ- گھر ایک ہفتہ رہوں گا۔ پھر یہاں آ کر ایک چلہ رہوں گا۔ پھر مکہ مکرمہ لوٹ جاؤں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا: شادی؟ تو میں نے عرض کیا، ابھی ارادہ نہیں ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا: شادی کر لینا تو میں نے عرض کیا: کہ حضرتؒ اس سفر میں ارادہ نہیں ہے پھر حضرتؒ نے ڈانٹ کر فرمایا: کہ اگر شادی نہیں کرنی ہے تو یہاں قدم بھی نہ رکھنا۔ سیدھے سعودی عرب چلے جانا۔ پھر تو میرے قدم کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ میں نے عرض کیا: حضرتؒ دعا فرمادیں ہمارے یہاں رسم ورواج بہت ہے، اور ابھی بات کہیں طے نہیں پائی ہے، اس بات پر حضرتؒ نے چند منٹ تک خوب دعائیں دیں۔ پھر دوسرے دن ''سیالدہ'' سے اروگرانرائن روڈ اسٹیشن کیلئے روانہ ہو گیا۔ وہاں سے بذریعہ بس ''اوبرا'' پہنچا۔ تو اسٹینڈ پر ابّا جان اور عبداللہ، ولی اللہ، فرقان موجود تھے۔ ابّا جان کے علاوہ میں نے کسی کو نہیں پہچانا، پانچ سال میں سب کی صورت بدل چکی تھی۔ گھر میں داخل ہوا تو عجیب خوشی تھی۔ چند دن بعد پھر شادی کی بات آئی تو میں نے کہا: کہ خوب دیندار گھرانے میں شادی کرنی ہے۔ اسکے لئے امی جانؒ کے ساتھ سفر کیا۔ پٹنہ، جہان آباد، گیا، بہار شریف تمام گھوما، کہیں مجھے پسند نہیں آیا، والدہ پریشان ہو کر فرماتیں، لڑکی گھر میں آجائیگی تو اپنے رنگ میں ڈھال لینا۔ مگر میں نے نہیں مانا، پھر اپنی باجی کے ساتھ نکلا، تو کوٹھی (ضلع گیا میں جگہ کا نام ہے) میں مولانا نور الحق صاحبؒ باڑھ کا پتہ معلوم ہوا کہ انکی لڑکی عالمہ ہیں، انکو بھی دیندار رشتہ کی تلاش ہے، وہاں سے واپس ''گیا'' آیا۔ تو مولانا اصغر صاحبؒ مولانا اسٹوروالے سے ملاقات ہوئی۔ وہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ اور مکہ مکرمہ میں مجھ سے ملاقات ہوئی تھی، میرے اٹھنے بیٹھنے کو دیکھا تھا، انھوں نے قاری شرف الدینؒ سے ملایا۔ انھوں نے خاندان معلوم کیا میں نے رشتہ داروں کا حلقہ بتایا، تو ان کو اطمینان ہو گیا۔ لیکن میں تو عالمہ کا سنکر باڑھ کا ارادہ کر کے آیا تھا، اس لئے مولانا اصغرؒ صاحب نے تعارفی خط مولانا نورؒ کے نام لکھدیا۔ اور قاری

شرف الدین صاحب کے یہاں سے قاری فخر الدین صاحبؒ کی طرف رہنمائی کی گئ۔

نکاح:

آپؒ کا نکاح حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرِدِ خاص وخلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری فخر الدین صاحب گیاویؒ، بانئ مدرسہ قاسمیہ گیا بہار کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ جو ''وراء کل رجل عظیم امرأۃ عظیمۃ'' کی مصداق بنی رہیں۔ اور حضرت والا کی دینی خدمات میں اِن کا بڑا حصہ رہا۔ حضرتؒ کے ہر سال دودو ماہ ہندوستان کے سفر کے دوران گھر کی ذمہ داریاں اور بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کے مبارک مدرسہ میں عورتوں اور بچیوں کی ۷۰؍ سے اوپر کی تعداد کو پابندی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور جس طرح حضرتؒ کے شاگرد دنیا بھر میں پھیلے، اسی طرح پیرانی امی جان -أدام اللہ ظلہا علینا- کی شاگرداؤں کی بہت بڑی تعداد خلوص وللّٰہیت اور مکہ مکرمہ کی برکت سے الحمد للہ اطرافِ عالم میں موجود ہیں۔

(اللہ یطول عمرها بالصحة والعافية)۔

اولاد:

آپؒ کی کل ۱۱؍اولاد ہوئیں۔ پانچ صاحب زادگان جن میں (۱) بڑے صاحبزادہ جانشینِ حضرتؒ، امام وخطیب جامع مسجد امیر منصور، شارع ام القری، مکہ مکرمہ جناب حافظ وقاری ومولانا محمد صاحب مدنی حفظہ اللہ۔

(۲) جناب حافظ وقاری ومولانا مصعب صاحب مدنی حفظہ اللہ، منتظم متعدد تحفیظ القرآن الکریم مکہ مکرمہ۔

(۳) جناب مولانا قاری خبیب صاحب مدنی حفظہ اللہ، مدرس تحفیظ القرآن الکریم مکہ مکرمہ۔

(۴) جناب مولانا قاری عبادہ صاحب مدنی حفظہ اللہ، مدرس تحفیظ القرآن الکریم مکہ مکرمہ۔

(۵) قثم مدنی نامی صاحبزادہ جو ذخیرۂ آخرت بنکر جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

اور چھ(۶) صاحبزادیاں ہیں، جن سب کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ اور اُن میں تین مکمل قرآن کریم کی حافظات ہیں۔(اللّٰھم زد فزد)۔

اور صاحبزادگان سب کے سب مدینہ منورہ کے مولود ہیں۔ اس بارے میں اِن کے نانا حضرت مولانا قاری فخر الدین صاحب گیاویؒ کی دعاء اور بزرگی وکرامت ہے کہ جنہوں نے اپنے بڑے نواسے جناب محمد مدنی زید مجدہ کے پیدائش کے موقعہ پر ایک نظم لکھی تھی جس میں آپؒ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ نواسے سب مدنی اور نواسیاں مکیہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے ان کے اس بول کو ایسا قبول فرمایا کہ ایسا ہی ہو۔ (سبحان اللہ)۔

شیخی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ یادیں، کچھ باتیں
(بقلم راقم الحروف)

بفضلہٖ تعالیٰ ایک طویل عرصہ بندہ کو اپنے شیخؒ کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا، اس عرصہ میں بندہ نے مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کو علاوہ خلاف شرع کے ناراض اور غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور بارہا آپؒ کی زبان مبارک سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ {من أحبَّ لله، و أبغض لله، و أعطى لله، و منع لله، فقد استكمل الإيمانَ} (رواه ابوداد) سنا۔ کہ ''محبت کرو تو اللہ کے لئے، اور کسی سے بغض رکھو تو اللہ کے لئے، کسی کو دو تو اللہ کے لئے، اور اپنے ہاتھ کو روکو تو اللہ کے لئے''۔

ہر معاملے میں سادگی کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور جاننے والے جانتے ہیں کہ {إنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الإِيمَانِ} (رواه ابوداد) پر عمل کرنے والے اب دنیا میں بہت کم نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے حرمین شریفین میں آپؒ کا ۵۲/سال قیام رہا۔ ساتھ ہی ساری عمر پوری محنت وجاں فشانی کے ساتھ خدمت دین کے لئے ہندوستان کے سفر کو جاری رکھا۔ اور اخیر میں تزکیہ قلوب کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ''الشهيد في سبيل الله بموت الغربة'' کا درجہ عطاء فرمایا۔

اور آپؒ نے درجنوں مدراس وخانقاہ قائم کیں۔ جن سے سینکڑوں حفاظ، قراء، علماء پیدا ہوئے۔ اور بے شمار عوام کو آپؒ کی ذات ستودہ صفات سے فائدہ پہنچا۔

ان کے دین کی خدمت کا جذبہ اور محنت ولگن کا اندازہ اُن کے آخری سفر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس پیرانہ سالی میں جب کہ بہت سے علماء اور گھر کے سب لوگ روک

رہے تھے کہ آپؒ کی صحت اب ایسی نہیں ہے کہ آپؒ اس عمر میں اکیلے سفر فرمائیں۔لیکن اُن کی ایک ہی لگن اور ایک ہی بات کہ میرے جانے سے بہت سے لوگوں کا فائدہ ہوتا ہے اور سیکڑوں لوگوں نے اعتکاف کے لئے ریل گاڑی کی ٹکٹ بنوالی ہے، اس لئے مجھے جانے دو۔ اور مجھے اکیلے ہی جانا ہے، اس بار میرے ساتھ کوئی نہ جائے۔ اور جان لو کہ مجھے اگر موت بھی آ گئی تو اللہ کے راستے میں آئے گی۔

ایک موقع پر آپؒ نے فرمایا: کہ اللہ تعالی بغیر کسی استحقاق کے مجھے بھی اپنے فضل وکرم سے حسن خاتمہ کے ساتھ حرمین شریفین میں سے کسی مٹی میں جگہ عطاء فرمائے۔ "والبقيع أحب إليّ وأتمناه"۔ اور حرمین شریفین کی موت کون مومن نہیں چاہتا۔ لیکن میں ہندوستان کا سفر (جو خالص دینی سفر ہے) اخیر میں بند نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ کہتا ہوں کہ اللہ راضی ہوجائے اور جنت کی کھڑکی جہاں کھل جائے۔(انتہی)۔

بالآخر فی سبیل اللہ جان جاں کو مولائے حق جل جلالہٗ کے سپرد کرکے ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سوکر ہم سب کے لئے سبق دے گئے۔(رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)۔

آپؒ کے ہر سفر میں صاحبزادگان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ساتھ ہوتے تھے، اور اس بار بھی تیسرے نمبر کے صاحبزادہ جناب بھائی قاری خبیب مدنی زید مجدہ نے ٹکٹ بنوالی تھی، لیکن جب آپؒ نے حکماً منع فرمادیا تو حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رکنا پڑا۔ اور چاہتے ہوئے بھی کوئی نہ جاسکا۔ اور کسی کو کیا پتا تھا کہ آپؒ کا یہ سفر پورا ہونے والا نہیں ہے، اور یہ سفر در حقیقت سفر آخرت ہے۔

آپؒ کو جب ہم لوگ جدہ ائیر پوٹ پر چھوڑنے کے لئے گئے تو آپؒ اپنی عادت کے خلاف ائیر پوٹ کے اندر داخل ہوتے ہوئے وہیل چیئر پر بیٹھے رخصت ہوتے ہوئے اس طرح ہم لوگوں کو الوداع کہا، اور ہاتھ کا اشارہ فرمایا کہ اس وقت ہم سب کو یہ چیز آپؒ کی عادت کے خلاف معلوم ہوئی۔ اور مزید یہ کہ موجودین میں جناب حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکیؒ کے چھوٹے صاحبزادے محترم شیخ معاذ ملک نے اسی وقت یہ دیکھ کر ہم لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ تم لوگوں میں سے کوئی کیوں نہیں گئے؟ آپؒ کے ہاتھ

سے اشارہ کے بعد ان کا یہ جملہ اشارہ پر اشارہ معلوم ہوا، جوتقریباً سب کو ہی آب دیدہ کردیا۔لیکن ہم میں سے کسی کو یہ کیا پتا تھا کہ یہ آپؒ کا یہ اشارہ آخری سفر کا اشارہ ہے جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (رحمہ اللّٰہ رحمةً واسعةً)۔

اہل اللہ کی شان:

اہل اللہ واہلِ علم کی یہ شان شروع سے چلی آرہی ہے کہ سفر وحضر جہاں بھی ہوتے ہیں علم کی نشر واشاعت اور تزکیہ کے کام کو جاری رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرتؒ انہی اہل اللہ واہلِ علم میں سے تھے۔ میرے استاذ محترم جناب مفتی طاہر صاحب استاذ حدیث مظاہر علوم سہارن پور سے حج کے موقع پر میری ملاقات ہوئی تو تعزیت کرتے ہوئے فرمانے لگے: کہ ''حضرت مولانا قاری حسّان احمد صاحبؒ کو قرآن کریم سے ایسا عشق تھا کہ جہاں بیٹھتے قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی گفتگو فرمایا کرتے تھے''۔ (رحمہ اللّٰہ رحمةً واسعةً)۔

آپؒ کا گھر:

آپؒ کا گھر کسی وقت پورا مدرسہ نظر آتا تو کسی وقت خانقاہ، اور کسی وقت گھر کے اندر کے حصے میں پیرانی امی جان ''دام اللّٰہ ظلہا علینا'' کے پاس لڑکیوں کی تعلیم کا سلسلہ چل رہا ہے تو باہر کے حصہ میں حضرتؒ کا کتب خانہ بیک وقت مہمان خانہ وخانقاہ ہوتا تھا۔ اور مکہ مکرمہ کی برکت سے دنیا بھر کے طالبین حق کا مجمع ہوتا۔ بالخصوص حج کے ایام میں صبح سے شام تک سلسلہ چلتا رہتا۔ اور مہمان تو بدلتے رہتے لیکن میزبان (حضرتؒ) اسی بشاشت کے ساتھ ہر آنے والوں سے اپنے افادہ کا سلسلہ جاری رکھتا۔ (رحمہ اللّٰہ رحمةً واسعةً)۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ جملہ آپؒ بارہا نقل فرماتے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جی تو یوں چاہے کہ جیب میں کچھ ہو نہ اور کام کوئی رُکے نا''۔ پھر ہم خدام کی طرف نظر فرما کر فرماتے بھلا ایسا ہو سکے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ تمام اہل اللہ بلکہ ان کی جوتیوں کو سیدھی کرنے والے بھی ان کے

صدقے ایسے ہی زندگی گزارتے ہیں کہ بینک بیلنس کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالی ان سے کام بڑا سے بڑا لے لیتا ہے۔ {ذٰلِکَ فَضْلُ اللهِ یُؤْتِیهِ مَن یَّشَآءُ}۔ آپؒ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں ۱۸؍سال تک فیضیاب ہوتے رہے اور اپنے شیخ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد خدمت دین بالخصوص تصحیح قرأت قرآن اور تصوف کی نشرواشاعت کے لئے اوّلاً اپنے وطن مادر بہار (ہندوستان) کا رُخ کیا۔ جس میں آپ کے رفیق درس ومحسن علامہ ومحدّث الحرمین شیخ عبدالحفیظ مکیؒ کے ۱۴۰۵ھ کے مکاشفہ کے پیش نظر کہ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپؒ کے لئے یہ اشارہ فرمایا گیا کہ ''اپنا پختہ مرکز بنائے، اور ایسی جگہ جہاں اختلافات نہ ہو، اور بہار کے کام کو اصل سمجھے اور روزانہ صلاۃ الحاجت پڑھکر دعاء کیا کرے- ان شاءاللہ- فیض پھیلے گا خوب پھیلے گا''۔

بفضلہٖ تعالی ان کی زندگی ہی میں یہ سلسلہ بہار سے بڑھتا ہوا ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیل کر، پاکستان وبنگلہ دیش اور اخیر عمر میں تو اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کی برکت سے مختلف ممالک میں اُن کے فیض کو خوب پھیلایا، کہ علاوہ اور کتابوں کے بہت سے اہل عرب کو تن تنہا صحاح ستہ اور شرح معانی الآثار مکمل پڑھائی۔ اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے بطورِ تعجب کے یہ سوال کردیا کہ حضرت آپ نے عربی میں پڑھائی؟ حضرتؒ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو پھر کیا پہلے ان کو اردو سکھانا تھا۔ (رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً)۔

آپؒ کا طریقہ درس، اجتہادی شان کا حامل تھا:

حضرتؒ درسیات کی پڑھانے میں ایک مجتہدانہ شان رکھتے تھے چنانچہ حضرتؒ کی کتاب ''سلسلہ فیوض الحرمین'' کے مقدمہ میں جناب مولانا محمد عثمان معروفی صاحبؒ مدیر تحریر ماہنامہ مظاہرعلوم سہارن پور (یوپی) الہند لکھتے ہیں کہ ''آپؒ کا طریقہ درس اجتہادی شان کا حامل ہے''۔

نیز آپؒ کے مدرسہ اور طریقہ تدریس کی تائید وتصدیق آپ کے خسر محترم جناب مولانا قاری فخرالدین صاحب گیاویؒ بانئ مدرسہ قاسمیہ گیا، جناب شیخ الحدیث مظاہرعلوم

سہارن پور حضرت مولانا یونس صاحبؒ، جناب مولانا محمد حسنی ندویؒ جیسے بزرگوں نے کی۔ اور آپؒ کے مدرسہ کی کامیابیوں کو سراہا، اور لکھ کر تصدیق نامہ عطا فرمایا ہے۔

اور حضرتؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا: کہ جناب شیخ الحدیث مولانا یونس صاحبؒ نے بہت تاکید کے ساتھ مجھ سے فرمایا: کہ حسان! ''گھر کے مدرسے کو کبھی ختم نہ کرنا، اور اپنا طریقہ تدریس اپنے بچوں اور شاگردوں کو بھی سکھادو''۔ جس کی بہت بڑی برکت یہ دیکھنے میں آئی جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے کہ - ماشاءاللہ - گھر کا ہر فرد - الحمدللہ - قاریٔ قرآن ہے۔ اور اب تو قراءۃِ عشرہ بھی شروع کر دی ہے۔ کچھ نہیں تو ہمارا خاندان تو اس سے مستفید ہوگا ہی۔ اِن شاءاللہ۔ (انتہی)۔

جناب صوفی اقبال صاحبؒ خلیفہ حضرت شیخ زکریاؒ نے آپؒ کی استعداد وصلاحیت کو دیکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ مولوی حسان! بہت سے حضرات کو کشف کونی ہوتی ہے۔ لیکن میں آپؒ کو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو کشفِ علمی کی دولت سے نوازا ہے کہ آپ علمی گتھی کو بآسانی سلجھا دیتے ہو۔ جس کی تائید آپ کے استاذ محترم جناب شیخ الحدیث مولانا یونس صاحبؒ نے ایک علمی سوال وجواب کے دوران اس طرح فرمائی کہ حسان! جب اس طرح کی بات ذہن میں آیا کرے تو فوراً لکھ لیا کرو یہ من جانب اللہ ہوا کرتی ہے۔

بے نام کی کتاب بڑے کام کی ہے:

آپؒ درس نظامی پڑھانے کے سلسلے میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت مولانا یحیٰ صاحبؒ کے طریقہ تدرس کو بہت پسند فرماتے اور ان کے ملفوظ کو موقع بموقع دہراتے۔ (جو ''آپ بیتی'' حضرت شیخ رحمہ اللہ میں مذکور ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو درسیات پڑھانے کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپؒ کے پڑھائے ہوئے طلبہ کا مظاہر علوم سہارن پور اور دارالعلوم دیوبند جیسے بڑے مدارس میں بآسانی مطلوبہ درجے میں داخلہ ہوجاتا۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنیؒ نے مدینہ منورہ سے ایک صاحب کو آپؒ کے پاس مکہ مکرمہ نحو وصرف پڑھنے کے لئے بھیجا۔ اور آپؒ کو لکھا کہ اس صاحب کو ہم نے

آپؒ کے پاس بھیجا ہے۔آپؒ اس کو اپنے طریقے سے ماہر فی العربیہ بنادیں۔اور حضرت مولانا مختار الدین کربوغہ شریف دامت برکاتہم آپؒ کو امام النحو والصرف سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

آپؒ فرمایا کرتے کہ کوئی اردو داں بس قلم کاپی لیکر میرے پاس آجائے -ان شاء اللہ- میں اس کو چالیس دن میں ترجمہ قرآن تک پہچا دوں گا۔اس سلسلے میں نحو وصرف کا ملخص بنام''فیوض الحرمین'' آپؒ کی کتاب ہے جو آپ کے مدرسے اور دیگر مدارس میں داخل نصاب ہے۔ نیز اس کے علاوہ کتب درسِ نظامیہ میں فن تجوید، قراءۃ، نحو، صرف، منطق، لغت، بلاغت کی آپؒ نے تلخیص کی ہے جو فی الحال غیر مطبوعہ ہے۔اور یہ سب ایک واقعہ پر آپؒ کے شیخ محترم کی خصوصی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔کہ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں آپؒ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی نگرانی میں کچھ لوگوں کو (جن میں حضرت شیخ کے نواسہ محترم جناب مولانا جعفر دامت برکاتہم اور الحاج ابوالحسن مرحوم خادم حضرت شیخ رحمہ اللہ بھی تھے)۔نحو وصرف وغیرہ پڑھاتے تھے۔اسی پڑھنے پڑھانے کے سلسلہ میں کوئی بات آئی جس پر ایک صاحب نے حضرت شیخ کے سامنے طنزاً یہ کہہ دیا کہ حضرت! یہ مولوی حسّان نصاب حسّانی سے پڑھاتے ہیں یہ سن کر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے آپؒ کے نصاب پر ڈھیر ساری آپ کو دعائیں دیدی۔اور فرمایا کہ میں بھی اپنی جوانی میں نئے نئے طریقے پڑھانے کا سوچتا تھا۔اور آپؒ کی کتاب لغات القرآن، سنہ اولیٰ وثانیہ کے مسودہ کو دیکھ کر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ۵۰۰/ریال یہ کہہ کر مرحمت فرمایا تھا کہ اس کی چھپائی میں یہ استعمال کرلینا، جو آپؒ کے مدرسہ خلیلیہ اور اس کی شاخوں میں خصوصیت کے ساتھ داخل نصاب ہے۔

راقم السطور نے آپؒ کی انہی غیر مطبوعہ کتب میں سے تجوید کی کتاب پڑھ کر جب مظاہر علوم سہارن پور گیا تو داخلہ کی تکمیل کے لئے وہاں دو پارہ سنانا ضروری ہوتا ہے، جس کا امتحان مدرسہ کے مختلف قرّاء کرام کے پاس ہوتا ہے۔میرا نام امتحان کے لئے جناب قاری صلاح الدین صاحب دامت برکاتہم کے پاس گیا تو دوران امتحان انہوں نے ہم

سے سوال کیا کہ تجوید کی کون کون سی کتاب پڑھی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ تجوید میں حضرت مولانا حسّان احمد صاحب مظاہریؒ کی بے نام کی کتاب پڑھی ہے۔

(تجوید کے ضروری قواعد کا آپؒ نے ایک نقشہ بنایا ہے جواب نیٹ پر بھی قاعدہ حسانیہ کے ضمن میں موجود ہے اور یوٹیوپ پر آپؒ کے موبائل نمبر 00966503530693 سے سرچ کیا جاسکتا ہے)۔

قاری صلاح الدین صاحب دامت براتہم نے فرمایا کہ ''تم نے حضرت مولانا حسّان احمد صاحب مہاجر مدنیؒ کے مدرسہ میں پڑھا ہے؟ سنو جس کتاب کا کوئی نام نہیں ہوتا وہ کتاب بڑے کام کی ہوتی ہے''۔ تم ایسا کرو قراءۃ سبعہ کے لئے درخواست دے دو-ان شاء اللہ-تمہارا داخلہ ہوجائے گا۔ ان کی رہنمائی پر الحمد للہ ہم نے داخلہ لے لیا۔ (جزاکم اللہ خیر الجزاء)۔

بلدحرام میں قراءۃ عشرہ اور درس حدیث کا عظیم مشغلہ:

ہمارے حضرتؒ فرماتے ہیں کہ:

''مدینہ شریف گیا ہوا تھا وہاں ایک شاگرد کے یہاں جانا ہوا اس نے میری قرائۃ عشرۃ کی مشغولیت کے پیش نظر ایک شیخ (شیخ تواب علی روضان حفظہ اللہ تعالی) کا تعارف کرایا۔ اوران سے میری ملاقات کرائی، بہت ہی محبت سے وہ ملے اور ہم سے انہوں نے اجازت حدیث چاہا۔ ہم نے ان کو مکہ مکرمہ کی دعوت دی تین دن بعد وہ تشریف لائے اور کئی اربعینات مثلا: اربعین نوویہ، اربعین سنبلیہ، اربعین عجلونیہ وغیرہ پڑھکر اجازت لی۔ اور وہ خود بڑے قُرّاء شام میں سے ہیں دوسرے دن مجھے قراءۃ عشرہ کی سند دی جو متصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں نے کہا کہ یہ اجازت جو آپ نے دی ہے میں نے تو آپ سے پڑھا نہیں۔ اس پر انہوں نے سورہ فاتحہ ہم سے دسوں قراءۃ میں سنی اور کہا: کہ شیخ یہ اجازتِ شرف ہے۔ جب آپ نے ۲۳ رسال کی مدت میں اتنا بڑا کام تنے تنہا کرلیا کہ ہر راوی کا-ماشاء اللہ-مصحف تیار کرلیا ہے۔ یہ تو بہت بڑا کام ہے۔ اس اجازت سے اس میں ہمارا بھی حصہ رہے گا۔ ان شاء اللہ''۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے شاگردوں کو ترکیہ اور دیگر جگہوں پر فون کر دیا۔ بس یہی سبب بن گیا اخیر عمر میں بلد حرام میں بیٹھ کر **"مکسلر"** (نٹ کا ایک پروگرام ہے) کے ذریعہ درس حدیث کے سلسلے کا اور اللہ کا شکر ہے کہ اس بڑھاپے میں صحاح ستہ مکمل پڑھالی۔ اور یہ ایک دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ اور خود مجھے بہت بڑا فائدہ ہوا کہ اس عمر میں ساری حدیث ذہن نشیں ہوتی چلی جارہی ہے۔

قرآن سے بڑی کوئی کتاب نہیں:

ہمارے حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مجھے ایک بڑے عالم نے کہا تھا کہ مولانا! اللہ تعالی نے - ماشاء اللہ - آپ کو اتنی اچھی صلاحیت دی ہے، آپ کو بڑی کتاب پڑھانی چاہئے، اس پر اللہ کی طرف سے ہم نے یہ کہا تھا کہ قرآن کریم وقراءۃِ عشرہ پڑھاتا ہوں، اس سے بڑی کوئی کتاب بتادیں؟ جس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اور میں اس کو اُسی کی برکت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ اخلاص کا جملہ کہلوا کر صحاح ستہ کے لئے قبول فرمالیا۔ اور تقریبا ۵۰۰ رحضرات مختلف ملکوں سے درس میں ہوتے ہیں، جن میں اکثر دکتور، پروفیسر اور پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں، اور سب نے - ماشاء اللہ - سمجھ کر پڑھ رہے ہیں۔ (فللّٰه الحمد و المنة)۔

اب ہم نے عمر طبعی تو پوری کر لی ہے اللہ تعالیٰ اُس حدیث شریف کا مصداق بنادے جو ابھی کچھ دن قبل میرے داماد یاسین سلمہ نے دکھلایا:

{عن أنس رضی اللّٰہ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال: إن اللّٰہ تعالٰی إذا أراد بعبد خیرا استعمله، فقیل: و کیف یستعمله یا رسول اللّٰہ؟ قال: یوفقه لعمل صالح قبل الموت} ۔ (رواہ الترمذی)۔

(راقم نے حضرتؒ کو ۱۴۳۹ھ کے حج کے ایام میں یہ اس وقت دکھلایا تھا جب تپائی پر سامنے ہی "**الفضل المبین**" کی کاپی کمپیوٹر سے نکالی ہوئی رکھی تھی۔ اور آپؒ حجاج کرام (جو اکثر آپؒ کے شاگرد ومرید ہی ہوا کرتے تھے) کو نصیحت کے دوران روتے ہوئے فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک عمر رسیدہ صاحب (جو حضرت شیخؒ کے شاگرد ہی

ہو نگے) نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی۔اُس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم بھی میرے لئے دعا کرو، کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے۔تو اُن صاحب نے کہا: کہ حضرت اللہ نے آپؒ سے اتنا کام لیا اور اتنا دنیا میں آپؒ کا فیض پھیل رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ضرور کرم فرمائے گا۔آپ فکر نہ فرماویں۔اس پر حضرت شیخؒ نے فرمایا: کہ بھائی تم نے یہ نہیں پڑھا ہے کہ:

"إن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاسق"۔

"کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تقویت فاسق سے بھی کر لیتا ہے"۔

اتنا کر کے (حضرت شیخ رحمہ اللہ) اپنے آپ کو اس طرح ڈر رہے ہیں کہ کہیں اللہ اس میں داخل نہ کر دے، اور ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ دو رکعت صحیح پڑھ لیا تو سمجھتے ہیں کہ بزرگ ہو گئے۔اللہ اکبر! یہ ہے ہمارے اکابر کا تقوی اور خشیت الٰہی اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں اور ان کے نام لیواؤں کو بھی اس میں سے کچھ حصہ نصیب فرمائے۔(آمین)۔

واقعہ قراءۃ عشرہ پر اپنی زندگی لگانے کا:

حضرتؒ فرماتے ہیں: کہ سب سے پہلے جو مجھے قراءۃ عشرۃ کا شوق ہوا، اور جو چیز سبب بنی اس پر ۲۳ / سال اپنی زندگی کا حصہ لگانے کا وہ یہ کہ قاری فتح محمد صاحبؒ حرم مکی شریف میں نفل میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے اس میں انہوں نے پڑھا:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

مجھے سن کر عجیب سا لگا کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں پھر خیال آیا کہ شاید یہ دوسری قراءۃ پڑھ رہے ہوں، قریب آ کر معلوم کیا کہ یہ کون حضرت ہیں؟ تو خادم نے بتایا کہ پہچانتے نہیں؟ یہ قاری فتح محمد صاحبؒ ہیں ہم نے کہا: ہاں! نام سنا ہے۔اتفاق سے اس زمانے میں حضرت شیخ الحدیثؒ انڈیا میں تھے، اور میں فارغ تھا، ان سے استفادہ کیا، اور ان کی خدمت میں رہ کر دعائیں لی، اور اپنا تعارف کرایا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا خادم ہوں تو شفقت فرمانے لگے، پھر اس کے کئی سال بعد جناب حضرت صوفی اقبال صاحبؒ کے کہنے پر رمضان

المبارک میں ملتان جانا ہوا، تو وہاں ایک پندرہ سال کا نوجوان دیکھا، جو قراءۃ عشرہ کا حافظ تھا، مجھے اس پر بہت رشک آیا، اور پھر میرا شوق جاگا کہ جب ایک پندرہ سال کا نوجوان حافظِ قراءۃ عشرۃ ہوسکتا ہے تو کیا ہم دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتے، ہمت کی۔ اور اس ملتان کے اعتکاف میں خوب دعاء کی کہ یااللہ قراءۃ عشرۃ ہمارے لئے اور ہمارے شاگردوں کے لئے آسان فرما۔ اور پھر اس سلسلے میں جناب قاری اسحاق صاحب دامت برکاتہم سے رجوع کیا، اور ان سے کہا: کہ ہم کو قراءۃ عشرۃ سیکھنا ہے، کتنا وقت لگے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس کے لئے حافظ پکّا ہونا چاہئے، اس پر ہم نے کہا: کہ میں ناظرہ پڑھوں گا انہوں نے کہا: پھر بھی سالہا سال لگے گا، ہم نے کہا: کیوں؟ حفص سے کتنے قواعد زیادہ ہیں؟ انہوں نے کہا: دس سے کچھ زائد۔ ہم نے کہا: بس اس گفتگو کے بعد انہوں نے مجھے "**تکميل الأجر في القراءات العشرة**" مطالعہ کے لئے ہدیۃً دیا۔ ہم نے اس کا رات بھر مطالعہ کیا۔ اور صبح ہم نے کہا: کہ امتحان لے لیجئے۔ اور اس میں جو ایک نشان والا اور دو نشان والا ہے، وہ آپ معلوم کریں، اور جو تین نشان والا ہے وہ مجھے سمجھ میں نہیں آیا، وہ مجھے آپ سے معلوم کرنا ہے، (میری عادت کتابوں کے مطالعہ کرنے میں یہ ہے کہ کوئی کتاب جب مطالعہ کرتا ہوں تو بیچ میں رکتا نہیں ہوں، اگر سمجھ میں نہیں آیا نشان لگا دیتا ہوں، پھر دوبارہ بس نشان والے کو دیکھتا ہوں، پھر دوبارہ سمجھ میں نہیں آیا تو دوسرا نشان، اور تیسرے بار میں بھی سمجھ میں نہیں آیا تو تیسرا نشان لگا دیتا ہوں، اور یہ تیسرا آخری نشان ہوتا ہے، کہ اب اس کو معلوم کرنا ہے کسی سے)۔ انہوں نے اس گفتگو کے بعد کیسا امتحان لیا ہوگا ظاہر ہے۔ امتحان کے بعد انہوں نے کہا کہ - ماشاءاللہ - آپ نے سمجھ لیا، اس میں بعض مقام وہ ہے کہ ہمارے استاذ نے فرمایا تھا کہ ابھی یاد کرلو، بعد میں سمجھ میں آجائیگا۔ آپ نے تو - ماشاءاللہ - سب سمجھ لیا۔ بس یہ استفادہ ۳/ گھنٹے کا رہا ہوگا، اس لئے کہ وہ دن عید کا دن اور جمعہ کا دن تھا، اور اسی دن میرا سفر تھا، جب میں رخصت ہونے لگا تو انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: کہ آپ کو میری طرف سے دسوں قراءات میں اجازت ہے،

اور مجھے امید ہے کہ میرا سلسلہ آپ سے چلے گا۔(ان شاء اللہ)۔

اللہ اُن کو اور شیخ تواب علی روضان حفظہم اللہ کو خوب جزائے خیر عطاء فرمائے کہ یہ بس اجازت اور سلسلے کی برکت ہے۔

الحمد للہ! آج وہ بات اللہ نے پوری کردی کہ مصر، الجزائر، تونس، ترکیہ، انگلینڈ، افریقہ، امریکہ، برما، ہند، پاکستان، بنگلہ دیش، ہر جگہ اللہ کے فضل سے اس آسان اور تسہیل شدہ مصحف کے تیار ہوجانے کی وجہ سے ہم سے پڑھنے اور اجازت لینے والے شاگرد پھیل گئے ہیں۔اور جس نے بھی یہ مصحف دیکھا، اس نے اِس کو ایک نایاب کام بتایا، اور بہت سے اللہ والوں نے اس کو تجدیدی کام بتایا، اللہ تعالی اپنے فضل سے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔کہ آخری عمر میں اللہ نے ہم سے یہ کام لیا ہے اللہ تعالی اس حدیث کا مصداق بھی بنادے۔

{عن أنس رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه و سلم قال: إن اللہ تعالی إذا أراد بعبد خیرا استعمله، فقیل: و کیف یستعمله یارسول اللہ؟ قال: یوفقه لعمل صالح قبل الموت}۔ (رواہ الترمذی)

یہ گھر جامعہ ہے:

راقم عرض کرتا ہے کہ بہت بڑا کام اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرتؒ سے تسہیل قراءۃ عشرۃ کا لیا کہ جس کو دیکھ کر مصر اور شام کے قُرّاء (بالخصوص دکتور شیخ صالح زعیمہ مصری اور امام القراء شیخ تواب علی روضان شامی) نے تحسین کی اور تعجب کیا کہ اتنا بڑا کام تن تنہا۔اِس عمر میں انجام دینا یہ ایک غیر معمولی اور تجدیدی کام ہے، شیخ الحدیث شیخ منصور لبنانی حفظہ اللہ جب ختم بخاری کے موقع پر حضرتؒ کے گھر پر تشریف لائے۔اور حضرتؒ کے قراءۃ عشرۃ اور دیگر تصنیفات وتدریس کے کام کو دیکھا، تو فرمایا: کہ یہ گھر (بیت شیخ ومرشدؒ) جامعہ ہے اس لئے کہ اس میں کام جامعہ کا ہو رہا ہے۔اللہ قبول فرمائے اور تادیر آپ کی نسلوں کو خدمت دین کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)۔

مدارس کے طلبہ امانت ہیں:

حضرتؒ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سفر وحضر جہاں چند آدمی ہوتے قرآن کریم کے سیکھنے، سکھانے اور سمجھنے، سمجھانے کی بات فرماتے جو بھی آپؒ کی خدمت میں آتا آپؒ اُس کا قرآن کریم سنتے اور تصحیح قراءۃ قرآن کی فکر دلاتے اور فرماتے کہ اگر اللہ تعالی نے تم سے پوچھا: کہ تم نے دنیا کی ڈگری تو لے لی، میرا قرآن کیوں نہیں سیکھا؟ تو کیا جواب دو گے بغیر قرآن کریم درست ہوئے نماز بھی درست نہیں ہے، اور ایک بچہ بھی سیکھنا شروع کرتا ہے تو سیکھ لیتا ہے تو کیا تم ایک بچہ سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتے؟ آج سے شروع کرو اور تم کو جو وقت ملتا ہو بتاؤ میں پڑھانے کو تیار ہوں، اور فرماتے کہ میری دلی خواہش ہے کہ میرا ہر مرید ایسا قرآن کریم پڑھنے والا ہو کہ میری نماز اس کے پیچھے درست ہو جائے۔ اور اہل مدارس سے فرماتے کہ طلبہ کا وقت ضائع نہ ہو اس کا خاص خیال رہے اگر ایک بچہ بھی ناکام ہوتا ہے تو ہماری نظر میں ایک ہے لیکن اس ایک کی وجہ سے ایک گھر اور ایک خاندان کا چراغ بجھ جاتا ہے یہ طلبہ ہمارے اور آپ کے پاس امانت ہیں۔

درس وتدریس آپؒ کے مرض کی دواء تھی:

یہ بات آپؒ کی مشہور تھی کہ شوگر کے بڑھنے پر درس حدیث سے شوگر گھٹنی شروع ہو جاتی اس لئے جب شوگر بڑھتی تو دواء سے پہلے آپؒ کو درس حدیث کا یاد دلایا جاتا آپؒ اپنی استعداد وصلاحیت کے باوجود اکثر نحو وصرف اور قاعدہ پڑھاتے۔ اور فرماتے بڑی کتابیں پڑھانے والے مل جاتے ہیں، ابتدائی تعلیم میں بچوں کا کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے اس کی طرف توجہ کم ہے۔

آپؒ کا طریقہ تدریس بالخصوص قرآن کریم ایک چلہ میں پڑھانے کا سہل انداز دیکھ کر جناب مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ نے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا: کہ اس مبارک سلسلہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ ناظرہ قرآن کریم میں بچوں کا کافی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اور ہمارے ہندوستان کے بعض علاقوں میں دو دو سال لگا دیا جاتا ہے جو غلط ہے۔

چنانچہ مفتی صاحبؒ نے اس سلسلے میں آپؒ کو اپنے جامعہ محمودیہ میرٹھ کی خصوصی دعوت دی کہ آپ تشریف لائیں۔ ان شاء اللہ اس سلسلہ میں علماء وقُرّاء کو جمع کر کے اس مبارک سلسلہ کو عام کرنے میں آپ کا تعاون کروں گا۔

حضرتؒ اُن کی دعوت پر جامعہ محمودیہ میرٹھ تشریف بھی لے گئے، اور پندرہ دن سے زیادہ اِس سلسلے میں آپؒ کا جامعہ محمودیہ میرٹھ میں قیام رہا۔

آپؒ نے اپنی تمام اولاد کو خود سے پڑھایا، نیز تمام بھائیوں کو پڑھایا اور سب حجاز مقدس میں ائمہ مساجد و مدرس ہیں۔ اور سینکڑوں حفاظ وقراء اور علماء آپؒ سے اور آپ کے بنائے ہوئے مدارس سے تیار ہوئے، اور ہو رہے ہیں، جو آپؒ کے لئے - اِن شاء اللہ - صدقہ جاریہ و ذخیرہ آخرت ہے۔ (رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃً)۔

آیۃ الکرسی کا مجرب عمل:

آپؒ فرماتے ہیں کہ ''جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ میں ایک بار ایسا ہوا کہ ایک طالب علم پر جنات کا اثر ہوا تو صبح کی نماز کے لئے وضو کرتے وقت وہ طالب علم میرے برابر میں وضو کر رہا تھا، تو اور لڑکوں (ساتھیوں) نے کہا: کہ حسّان! رات اِس کو جنات نے پکڑ لیا تھا، میں نے اس سے یہ کہہ دیا کہ جنات کا باپ بھی ہم کو کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اب جب رات ہوئی تو سینہ پر زبردست دباؤ محسوس ہوا، تو آیۃ الکرسی پڑھنے لگا، جب آیۃ الکرسی ختم ہوئی تو ایکدم چارپائی سے نیچے گر گیا۔ اب اس کے بعد بہت ڈرا اور بے چینی ہوئی۔ صبح کو حضرت مولانا اصغر صاحب سے عرض کیا: اور سارا قصہ سنایا۔ انہوں نے سنکر بہت ہی آسانی سے جیسے کوئی بڑی بات نہیں ہے، فرمایا: کہ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھکر بدن پر دم کر لیا کرو، اس وقت سے ہر ایسے موقعہ کے لئے ہمارا یہ معمول بن گیا۔

پھر یہ کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے کہ یہاں بھی یہی ملا اور آیۃ الکرسی کا عمل کے نام سے معروف تھا کہ تین تین بار اول وآخر درود شریف، تین بار سورہ فاتحہ، تین بار آیۃ الکرسی اور تین تین بار سورہ فلق وناس پڑھکر پانی پر دم کر کے پیے اور ہاتھ پر دم کر کے بدن پر پھیر لیا جائے، اور گھر میں چھڑکاؤ کر لیں۔

تین چیز کے لئے حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''سہ در سہ''، تین تین میں تین چیز ہے۔سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، معوذتین۔(۱) بیماری کے لئے شفاء ہے۔(۲) سحر کا کاٹ ہے۔(۳) اور جنات سے حفاظت ہے۔

مولانا اصغر صاحبؒ کے کہنے کی وجہ سے عمل تو تھا ہی، اور الحمدللہ سارا ڈر ختم ہو گیا تھا۔ لیکن مزید حضرتؒ کے یہاں جتنا دن رہا، حضرت کے یہاں سب سے بڑا عمل یہی دیکھا۔الحمدللہ اس پر آج بھی عمل کرتا ہوں، اور لوگوں کو بھی بتاتا ہوں۔

کتب فضائل ومسائل کی مجلس

فضائل کی کتاب مثلا فضائل قرآن حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اور ''شرح النشر فی القراءۃ العشر'' میں جو فضائل قرآن ہے، اور جو منشور خانقاہ کے لئے ہم نے کتابوں کا انتخاب کیا ہے۔ مثلاً: حیاۃ المسلمین، ام الأمراض، اکابر کا تقوی، اکابر کا سلوک واحسان، گلستان قناعت، رزق حلال، موت کی یاد، فضائل اعمال دونوں جلد، ان سب کتابوں کی مجلس باری باری ہر گھر میں تھوڑی دیر ہو، اور بچوں کو بھی سناؤ اس سے فضائل بچوں کو یاد ہوجائیں گے، اور بچپن کی سنی ہوئی بات آگے کی زندگی پر اثر انداز ہوگی۔ (ان شاء اللہ)۔

اسی طرح مسائل میں تعلیم الاسلام اور دین کی باتیں، بہشتی گوہر، بہشتی زیور ضروری ہے اور جہاں سمجھنا مشکل ہو اس کو کسی عالم سے معلوم کرلے اور ان کتابوں کو جس نے سمجھ کر پڑھ لیا وہ اردو کا عالم ہوجائیگا۔ (۲۲/۱/ سنہ ۱۴۴۰ھ)۔

مقصد زندگی بتاؤ؟:

حضرتؒ اپنے مریدین سے ایک سوال فرمایا: کہ بتاؤ مقصد زندگی کیا ہے؟

ہر کسی نے اپنے اعتبار سے جواب دیا۔ پھر حضرتؒ نے فرمایا: کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ أي ليعرفون}۔

''اور پہچان کسی کی کیسے ہوتی ہے؟ کسی کے کرانے سے''۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اور ہم سب کا مقصد زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وتابعداری ہے، اور اس اتباع سے اللہ کو راضی کرلینا یہ نتیجہ ہے۔

عوام میں میری پہلی تقریر:

آپؒ نے فرمایا: کہ مجھے تقریر نہیں آتی تھی مفتی محمود صاحبؒ کے ایک خلیفہ تھے ''گیا'' بہار میں، انہوں نے گاؤں گاؤں لاؤڈ سپیکر سے میری تقریر کا اعلان کروا دیا۔ میں نے ان سے کہا: کہ مولانا مجھے تقریر نہیں آتی ہے۔ لیکن اعلان ہو چکا تھا، اب کرنا ہی تھا۔ دو رکعت ''صلوٰۃ الحاجۃ'' پڑھی، اور یہ دعا کی:

''اللهم إني أسئلک الثبات في الأمر، وأسئلک عزيمة الرشد، وأسئلک شکر نعمتک، وحسن عبادتک، وأسئلک لسانا صادقا، وقلبا سليما، أعوذبک من شر ماتعلم''۔

اور یہ سوچا کہ یہ کرسی ارشاد کی ہے کوئی اور کرسی نہیں ہے۔ اللہ جب موقع دے رہا ہے تو اللہ ہی آسان کر دے گا۔ اس تقریر میں ان کی توجہ تھی کہ تقریر خوب اچھی ہوئی۔ خوب رویا، رلایا۔ لوگوں نے کہا: کہ آپ کیسے کہہ رہے تھے کہ تقریر نہیں آتی ہے۔ ہم نے جواب دیا: کہ یہ اُن کی توجہ و برکت سے ہے۔

مبتدی مقرر کے لئے قیمتی تحفہ:

آپؒ نے فرمایا: کہ تقریر کی مشق ہونی چاہئے آج کے دور میں بولنے کا سلیقہ آنا چاہئے، تقریر کا موضوع کیا ہونا چاہئے؟ ایک دن میں مقرر نہیں بن جاؤ گے، شروع میں پانچ منٹ کی تقریر ہو۔ پھر اس کو آہستہ آہستہ بڑھاؤ۔

ابتداء میں ایمان کی قیمت وفضیلت پر تقریر ہو۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وحقوق پر ہو۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت وقربانی پر ہو۔
تابعین کی سیرت وسوانح پر ہو۔
اکابر واسلاف کی سیرت پر ہو۔

ان سب کی محبت دل میں پیدا ہوجانے پر زندگی کا رخ سیدھا ہوجائے گا۔ اِن شاء اللہ۔

عربی کے طلبہ کو اوّلاً عبارت درست کرنی چاہئے:

آپؒ نے فرمایا: کہ ہم سے ایک بڑے ذی استعداد عالم نے فرمایا: کہ عبارت کے لئے ''صحاح ستہ'' کے جتنے اسناد ہیں، سب کو جمع کر کے اس کو پڑھا دو۔ پھر سب حدیث پڑھنا آسان ہو جائیگا۔

اور ہمارے استاذ مولانا اصغر صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ فرماتے تھے: کہ ''عبارت درست پڑھ لو، اور ترجمہ صحیح کر لو، بس ساری عمر پکی پکائی کھاؤ گے''۔

ہم نے اس کو بس پکڑ لیا۔ اور الحمد للہ ہم نے اس کا اہتمام کیا، اور ان کے اس جملے سے بہت فائدہ اٹھایا۔ دوسرے جو حضرت تھانویؒ کا قول ہے کہ طالب علم تین کام کرے کہ اولاً: سبق کا مطالعہ کر کے درسگاہ جائے۔ دوسرے: سبق غور سے سنے۔ تیسرے: سبق کے بعد اس کو دہرا لے، ذہن میں پورے سبق کا خلاصہ کر لے۔ یہ بھی ہمارے پڑھنے کے زمانے میں عمل رہا۔ اور اس کی برکت یہ رہی کہ امتحان کے رات بھی میں سوتا تھا، اور یہ کہتا تھا کہ اب ایک رات میں جاگ کر کیا کر لوں گا۔

عالم کس کو کہیں گے؟

ہم نے اس کو بہت سی کتابوں میں تلاش کیا کہ جس عالم کے فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں اس سے کون عالم مراد ہے؟ اور عالم کس کو کہیں گے؟ تو مجھے علامہ انوار شاہ کشمیریؒ کا یہ جملہ ملا کہ میرے نزدیک عالم وہ ہے جس کو ہدایہ کی عبارت دے دی جائے اور وہ حاشیہ وشرح سے عبارت کو حل کر دے۔ یہ عبارت دیکھ کر تسلی ہوگئی، اور خوشی ہوئی کہ بس ایک اللہ والے نے کہہ دیا ہے اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)۔

استعداد جتنی ہو کامیابی اسی وقت ہے کہ اللہ اخلاص اور قبولیت عطاء فرمائے ہم نے جو کچھ کیا ہے (یعنی جو نیا طریقہ پڑھنے پڑھانے میں نے اختیار کیا ہے) ان سب میں اکابر کی عبارتیں ہمارے سامنے ہے۔ اور بھی بہت سے حضرات نے اس بارے میں لکھا

ہے لیکن ہم کو یہ سب سے آسان معلوم ہوا اور اسی لئے ہم نے ہدایہ کو خواص کر لیا اور اس پر طلبہ سے خصوصی محنت کراتا ہوں اور وہ کیوں؟ ہدایہ کے اندر خاص بات اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اس کے اندر دلیل نقلی اور دلیل عقلی دونوں خوب ہے۔

اور کشکول حضرت مفتی شفیع صاحبؒ میں ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں راسخین فی العلم کی مدح فرمائی گئی ہے، لیکن مجھے ایک مدت تک خیال تھا کہ قران وسنت کی زبان میں راسخ فی العلم کسے کہتے ہیں؟ اور رسوخ فی العلم کا نصاب اور معیار کیا ہے؟ الحمد للہ! ایک حدیث نے اس سوال کو حل کیا جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہؓ نے یہ سوال کیا ہے کہ راسخین فی العلم کون لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس کی قسم (عہد و پیمان) پورا ہو، اور زبان سچی ہو، اور دل مستقیم ہو، اور پیٹ اور شرمگاہ عفیف ہو (یعنی) بھوک اور شہوت کی وجہ سے کسی ناجائز چیز میں مبتلا نہ ہوں) وہ راسخین فی العلم میں داخل ہیں۔

اس بعد فرمایا کہ علم کا سیماء (علامت) خشیت خداوندی ہے جس میں یہ نہیں، وہ عالم نہیں، گو وہ تقریر کتنی ہی بہتر کرے اور تحقیقات علمیہ میں کتنا ہی ماہر ہو۔

ہمارے اکابرؒ کے منتخب کردہ نصاب کی دنیا میں مثال نہیں:

آپؒ کے پاس بالخصوص اخیر کے سال میں بلاد عربیہ اسلامیہ کے بہت سے علماء کرام اجازت حدیث وقراءات عشرہ کے سلسلے میں تشریف لاتے تو آپؒ ان حضرات سے اپنے مدارس کے نصاب کی خوبی کا بالخصوص تذکرہ فرماتے، اور یہ فرماتے کہ ہمارے اکابر کو اللہ تعالی جزائے خیر عطاء فرمائے کہ انہوں نے ایسے نصاب کا انتخاب فرمایا ہے جس کی دنیا میں مثال نہیں ہے، کہ ایک طالب علم جو عجم میں ہے عربی نہیں جانتا اور چھ سال کا کورس پڑھ کر عالم ہو جاتا ہے، دوسرے ممالک والے تعجب کرتے ہیں کہ چھ سال تو ہمارے یہاں کا ابتدائی درجہ ہے۔

اور فرماتے کہ جس کسی کی استعداد اِس نصاب کے بعد بھی کمزور ہے تو گویا اس نے سمجھ

کرنہیں پڑھا ہے، اس پر محنت شروع کر دے تو ان شاء اللہ استعداد ایسی ہوجائیگی کہ ہر کتاب کوحل کر سکے گا۔

آپؒ نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ ایک انگریزی داں نے طنزا کہا کہ مولوی حضرات تو بس چھ کلاس پڑھے ہوتے ہیں۔جس پر ہم نے اصول الشاشی کی شرح ان کو دی کہ یہ اردو میں ہے اس کا مطالعہ کر کے مجھے سمجھا دیں۔انہوں نے ایک صفحہ کو کئے مرتبہ پڑھا اور لا جواب ہوکر کہتے ہیں یہ تو کچھ پلے نہیں پڑ رہا ہے۔

طلبہ سے خدمت لینا اچھی بات نہیں:

آپؒ نے فرمایا: کہ مظاہرعلوم میں پڑھنے کے زمانے میں ایک مرتبہ میں حضرت مولانا یونس صاحبؒ کے پاس سے آرہا تھا کہ ایک مدرسہ کے مولانا جومہمان خانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، دیکھ کر کہا: کہ مولوی حسّان سر میں بہت درد ہو رہا ہے، (مقصد تھا کہ مالش کردو)۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم کر دیا، اور چلتا بنا۔حضرت مولانا یونس صاحبؒ نے دیکھ لیا، بعد میں پوچھا: کہ کیا بات تھی ان سے؟ میں نے واقعہ بتایا: تو مولانا یونس صاحبؒ نے فرمایا: اچھا کیا۔لوگ طلبہ سے خدمت لینا چاہتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں۔

تجربہ یہ ہے کہ پیر بنانے سے اصلاح آسان ہوجاتی ہے:

آپؒ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے سوال کیا: کہ پیر بنانا ضروری ہے؟ فرمایانہیں! بس تجربہ یہ ہے کہ اس سے راستہ آسان ہوجاتا ہے۔

مثال سے اس کو سمجھو! کہ تمہارے پاس کوئی عام مہمان آئے، اور وہ تمہارے ساتھ ایسا اصلاح کا معاملہ شروع کردے، جیسا کہ تمہارے ساتھ تمہارے پیر صاحب کرتے ہیں،توتم ناراض ہوجاؤ گے۔لیکن جب پیر بنالیا جاتا ہےتو پیر کہتا ہے: تمہارے اندر تکبر ہے، فلاں روحانی بیماری ہے،تو پیر کی بات میں اللہ تعالی ایسی برکت ڈال دیتا ہے کہ اس کو مرید برانہیں سمجھتا ہے۔ بلکہ اس کوختم کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ایسی اصلاح کوئی عام آدمی کر ہی نہیں سکتا۔نہ آج کوئی کسی کی سنتا ہے۔

جیسی روح ویسے فرشتے:

آپؒ نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے سلسلے گفتگو میں فرمایا: ارے بھائی! دیکھو! اب تو کوئی ایسا بزرگ رہا نہیں۔ باقی تمہارے لئے اب بھی کافی ہیں، جیسی روح ویسے فرشتے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ مذکورہ جملہ آپؒ نے اس وقت سنایا جب کہ کچھ لوگ آپؒ کے پاس آئے ہوئے یہ تذکرہ کرنے لگے کہ اب کہاں نظر آتے ہیں ایسے اللہ والے جن سے اپنی اصلاح کرائی جائے تو ان حضرات کو سمجھاتے ہوئے آپؒ نے فرمایا: کہ جو اللہ والے موجودہ وقت میں ہیں ہمیں ان کی قدر کرنی چاہئے، اور پانی پر چلنے اور ہوا میں اڑنے والے جیسی صفات کی تلاش میں نہیں لگنا چاہئے، کہ آنے والے وقت میں ہمیں ایسے بھی نہ ملیں گے۔

اور متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم چند موجودہ بزرگوں کے عجیب واقعات سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے اِس مجمع کے اندر کتنے (اور کیسے) لوگ موجود ہیں {اللہ اکبر}۔ میں آپ (حضرات) کی خدمت میں کیا عرض کروں (کہ کیسے اللہ والے یہاں موجو ہیں)۔ یہاں تشریف فرماء ہیں مولانا عابد جمشید صاحب اُن کے والد صاحب (کا واقعہ ہے) زندگی میں آپ (حضرات) نے ایسا بندہ نہیں دیکھا ہوگا۔ (انہوں نے بڑھاپا ہو یا بیماری) پچاس سال تک مسلسل روزہ رکھا اور چھوڑا کب۔ میں خود ان کی خدمت میں جاتا تھا۔ اور مولانا عابد صاحب سے کہتا کہ ابو سے کہو کہ بوڑھے ہو گئے ہیں کمزور ہیں روزہ چھوڑ دیں۔ انہوں فرمایا: میری ایک نیت ہے میں عمرہ کروں گا حضور صلی علیہ وسلم کے روضہ پر جاؤں گا، اور جتنے روزے رکھے ہیں حضور صلی علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا اجر پیش کروں گا اس کے بعد چھوڑوں گا۔

لوگ کہتے ہیں ولی ختم ہو گئے کیسے ختم ہو گئے؟ اگر ختم ہو گئے تو اللہ حکم کیسے دے رہا ہے ولی کیسا تھ رہو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اسی بزرگ کی اگلی بات سنئے باون سال گزر گئے تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی''۔ {اللہ اکبر}۔

تمہارے قرآن پاک پڑھانے کا طریقہ بہت آسان اور عمدہ ہے:

ہمارے خسر حضرت قاری فخر الدین صاحب گیاویؒ جو حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ یہاں مدینہ منورہ میں میرے پڑھنے پڑھانے کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا: کہ تمہارے قرآن پاک پڑھانے کا طریقہ بہت آسان اور عمدہ ہے۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ ہم نے اور بھی جگہوں پر دیکھا ہے، لیکن اس طرح آسان اور کم مدت میں قرآن شروع کرتے نہیں دیکھا ہے۔

انہوں نے ہی مجھ سے فرمایا تھا: کہ حسّان! بڑے شیخ لوگوں سے چندہ کے چکر میں نہ پڑنا۔ بلکہ غرباء وفقراء سے ہی لیکر کام کرو۔ یہ حضرات مخلصین ہوتے ہیں اس میں کام میں مضبوطی زیادہ رہے گی۔

آپؒ کی نصیحتیں:

سنو! یاد رکھو! کہ کسی کو امید نہ دلاؤ، اس لئے کہ امید ٹوٹنے پر دشمنی ہوتی، اور یہ سمجھ لو کہ بےتعلقی بدتعلقی کا پیش خیمہ ہے۔ اور تم کو جو چیز بظاہر دیکھنے میں چھوٹی معلوم ہوا اور آخرت کے اعتبار سے کام آنے والی ہو، تو اس کو کر گزرو۔ اور جو کام شروع کرو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

''ہرچہ گیر، محکم گیر''۔

دنیا اچھے برے کے ساتھ گڈ مڈ ہو کر چلتی رہے گی:

آپؒ نے فرمایا: کہ حضرت سہارنپوریؒ نے حضرت عاشق الٰہیؒ سے فرمایا: کہ دنیا اچھے برے کے ساتھ گڈ مڈ ہو کر چلتی رہے گی۔ اصل اپنا اور اپنے اہل خانہ کا خیال کرو۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(اور قاعدہ ہے فرد سے افراد اور افراد سے معاشرہ وجود میں آتا ہے)۔

زمانۂ طالبِ علمی میں شکار کا شوق:

فرمایا: ایک مرتبہ کچے گھر کے کتب خانہ کی طرف ایک پرندہ بیٹھا تھا (اس زمانے میں

میرے پاس غلیل جیب میں ہوتا تھا)، ہم نے اس پر غلیل چلایا اور وہ اندر زنانہ گھر میں چولہا کے پاس تیل میں جا گرا جس سے کسی کا ہاتھ بھی جل گیا، گھر کے بچوں نے اسے جلدی جلدی ذبح کیا، اور میرے مارنے کی خبر بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ تک پہنچ گئی، میں اندر سے ڈرا ہوا تھا، لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ نے کچھ کہا نہیں بلکہ وہ پرندا اندر سے بنا کر (پکا کر) باہر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے دسترخوان پر بھیجا گیا، اور حضرت نے فرمایا: کہ شکار کرنے والا کہاں ہے بلاؤ، اس کو پھر مجھے بلایا گیا۔

شکار دوسرا واقعہ:

ایک مرتبہ شرح وقایہ کا درس تھا مولانا یونس صاحبؒ پڑھا رہے تھے، درسگاہ کے اندر ایک فاختہ آ گیا ہم نے جیب سے غلیل نکالا اور اس کا شکار کرلیا، حضرت مولانا یونسؒ نے دیکھکر ڈانٹا نہیں، بلکہ تعجب میں مسکرانے لگے (کہ نشانہ چوکا نہیں)۔

شکار تیسرا واقعہ:

یہ شکار کا شوق مکہ سے جب ہندوستان جاتا جب بھی رہا مدرسہ قاسمیہ سے ایک دو طالب علم کو لے لیتا اور رکشا کر کے باز کا شکار کرتا اور کئے مرتبہ شکار کر کے لایا۔

زمانہ طالبِ علمی کے دو خواب:

فرمایا: پڑھنے کے زمانے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زیارت ہوئی کہ لال مرغ لیکر مطبخ جارہے ہیں اس کی تعبیر فہم فی الدین ہے، جو الحمد للہ حاصل ہے۔

بچپن میں ایک خواب یہ دیکھا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ندی عبور کر رہا ہوں اور عبور کر گیا، اور میرا ساتھی بیچ سے لوٹ گیا اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ ان کے والد کے انتقال کی وجہ سے پڑھائی کی تکمیل نہ ہوسکی۔

غیرت کی نظر رکھنی چاہئے:

آپؒ نے فرمایا: کہ میری عادت شروع سے غیرت کی نظر رکھنے کی رہی ہے اور جس کے اندر جو استعداد و صلاحیت اللہ نے دی ہے اس کا اعتبار و اعتراف کرنا چاہئے۔ "**الحکمة**

ضالة المؤمن، فحيث وجدها فهو أحق بها''۔

''یعنی جو بات یا چیز دوسرے میں ہے وہ اس کے ذہن میں اللہ نے ہی ڈالا ہے''۔

بزرگوں کی توجہ ہوتی ہے:

آپؒ نے فرمایا: کہ کلکتہ میں ایک قریبی جاننے والے کی داڑھی چھوٹی تھی، حضرت قاری فخر الدین صاحب گیاویؒ نے اُن سے فرمایا: کہ آپ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں جارہے ہیں تو داڑھی بڑھانی ہوگی۔ اس پر انہوں نے کچھ کہا: تو حضرت قاری صاحبؒ نے خوب اچھے سے سنایا، (ڈانٹ پلائی)۔ جب وہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں سے واپس آئے تو داڑھی پوری کرلی، یہ بزرگوں کی توجہ ہوتی ہے۔

آپؒ نے فرمایا: کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ ایک زمانے میں بے ڈاڑھی والے کو دیکھ کر بہت ناراض ہوتے تھے۔ اور فرماتے: ایسا لگتا ہے کہ ان بے ڈاڑھی والوں کو چانٹا لگا دوں۔ ایک بوڑھے صاحب نے حضرت شیخ سے کہا: کہ حضرت! میرے لئے دعاء فرما دیجئے! جواب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: دعاء تو کروں لیکن پھسل جا، اور گال کو چکنا کرالو۔

آپؒ نے فرمایا: کہ میرے سامنے حرم شریف سے نکلتے ہوئے مولانا طلحہ صاحبؒ سے کوئی (بے داڑھی والا) ملنے آیا۔ حضرت مولانا طلحہ صاحبؒ نے اس کے گال پر ایک طمانچہ رسید کیا، اور ایسا ان کی خانقاہ میں بھی کئی بار دیکھا گیا ہے کہ طمانچہ مار دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ ان کی برکت ہے کہ لوگ برداشت کرلیتے ہیں، ورنہ ہم جیسوں کو تو الٹا ماردے۔

(راقم عرض کرتا ہے کہ خود ہمارے حضرت مولانا حسان احمد صاحبؒ کا اپنا معمول یہ تھا کہ بے داڑھی والے سے معانقہ نہیں فرماتے، اور اپنی مجلسوں میں اس بات کا ذکر بھی فرماتے، کہ میں بے داڑھی والے سے معانقہ نہیں کرتا۔ بس مصافحہ پر اکتفاء کرتا ہوں، الا یہ کہ وہ وعدہ کرلے کہ- ان شاء اللہ- داڑھی رکھوں گا۔ اس کی وجہ سے بہت سے حضرات نے- ماشاء اللہ- داڑھی رکھ لی۔ اور جہاں کہیں نماز پڑھنے کی نوبت آتی تو امام کی داڑھی کا

خاص خیال فرماتے۔اوراسی وجہ سے سفر میں اکثر اپنی جماعت فرماتے)۔

مدرسہ حنانیہ کی مسجد میں اعتکاف کا پس منظر:

مہتمم مدرسہ حنانیہ جوگدیا، ضلع دکھن ۲۴ پرگنہ مغربی بنگال حضرت مولانا مسیح الرحمن صاحبؒ جو حضرت شیخ زکریا صاحبؒ سے بیعت تھے، اور جن کو مختلف اکابر اولیاء اللہ سے خلافت واجازت تھی، جن میں چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہے:

☆ حضرت مولانا طاہر صاحبؒ، خلیفہ حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی صاحبؒ۔
☆ حضرت مولانا حافظ مسلم صاحبؒ، خلیفہ شیخ زکریا کاندھلوی صاحبؒ۔
☆ حضرت صوفی اقبال صاحبؒ، خلیفہ شیخ زکریا کاندھلوی صاحبؒ۔
☆ حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ، خلیفہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ۔
☆ حضرت مولانا ضیاء اللہ خان صاحبؒ، خلیفہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ۔
☆ حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ، خلیفہ مفتی نظام الدین صاحبؒ۔

انہوں نے اپنے ایک خواب کی بنیاد پر جس میں انہوں نے حضرت شیخ زکریا کاندھلویؒ کی زیارت کی، اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تلمیذ وخادم خاص حضرت مولانا حسان احمد صاحبؒ کی تعریف وتوصیف فرما کر اِن کی طرف خاص توجہ دلائی، جس کی بنیاد پر حضرت مولانا مسیح الرحمن صاحبؒ مع اپنے تمام خلفاء ومریدین کے حضرت مولانا حسان احمد صاحبؒ سے بیعت ہو گئے، اور اپنے انتقال سے ایک سال قبل فرمایا: کہ حضرت (مولانا حسان احمد صاحب) یہ بنگال آپ کے سپرد ہے۔ بس اِسی وصیت اور "خیر الناس أنفعهم للناس" کے پیش نظر باوجود اپنی خانقاہ خلیلیہ چشتیہ جو ضلع جموئی بہار میں واقع ہے، اور علاقے میں مریدین کی بڑی تعداد ہوتے ہوئے مع اپنے خلفاء ومجازین ومریدین کے مدرسہ حنانیہ جوگدیا تشریف لاتے، اور اس بات کا خیال فرماتے کہ جہاں لوگوں کو زیادہ نفع ہو وہاں جانا چاہئے۔

چنانچہ حضرتؒ نے تا دمِ آخر مولانا مسیح الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس وصیت کا خیال رکھا۔ اور تبلیغ دین وافادۂ عام کی خاطر اسی سفر میں جانِ جاناں کو مولائے حق کے سپرد

کر دیا۔اور بیک وقت اللہ تعالی نے اپنے اِس محبوب بندے کے لئے قِسم قِسم کی بشارتیں اکھٹا کردی۔ اورحقیقت تو یہ ہے کہ

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

آپؒ ایک طرف مسافر تھے،تو دوسری طرف پیٹ کے مریض اور جہاں رمضان المبارک کےعشرۂ اخیرہ کی طاق رات جس میں شب قدر کا پوراامکان تھا،تو وہیں آپؒ کے ساتھ جومفتیان کرام تھے،ان کے یہ مسئلہ بتانے کے باوجود کہ آپ روزہ نہ رکھیں۔اور اعتکاف توڑ دیں۔آپؒ عزیمت پرعمل کرتے ہوئے معتکف وصائم بھی تھے۔اورآپؒ کی ایک نماز بھی مرض الوفات میں قضانہیں ہوئی۔انہیں بشارتوں کے پیشِ نظر جہاں بہت سے علماء ومفتیانِ کرام نے فرمایا: کہ ان شاءاللہ آپؒ نے شہید کا درجہ پایا۔ان میں سب سے پہلے آپؒ کے استاذ محترم شیخ الحدیث وصدر المدرسین مظاہر علوم سہارن پورحضرت مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم نے صاحبزادوں سےتعزیت فرماتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ تعالی آپ سب کوصبر جمیل عطاء فرمائے۔اورآپ کے ابّا جان (رحمہ اللہ) شہید ہیں (ان شاءاللہ)۔ (**إنا للہ وإنا إلیہ راجعون**)۔ (**رحمہ اللہ رحمةً واسعةً**)۔

اب کہاں سے لاؤں حضرتؒ کی شفقت ومحبت،اورحضرتؒ کی مثال، جب قلم اٹھاتا ہوں توقلم رک جاتا ہےاورآنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

کوئی ہم نفس نہیں ہےغم جاں جسے سناؤں

تعزیت:

استاذ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند جناب مفتی عبد اللہ معروفی جوحضرتؒ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔اورحضرت والا کی تسہیل قراءۃ عشرۃ کا سن کر مکہ مکرمہ میں حضرتؒ کے گھر پرتشریف لاکر روایت ورش میں اخیر کی منزل مکمل کی تھی،انہوں نے اپنے تعزیتی کلمات میں حضرتؒ کے حرص فی الدین کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''حضرت مولانا کی وفات کی خبر اسی دن مل گئی تھی سن کر بہت افسوس ہوا۔ ایصال ثواب اور دعاؤں کا اہتمام کیا اور کرایا۔ واقعی مولانا لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے انتہائی درجہ کے حریص تھے۔ ''حریص علیکم'' کی شان محمدی ان پر غالب تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے ذریعہ ان کے فیض کو جاری وساری رکھے۔ بندہ دل سے دعا گو ہے جملہ قریبی پسماندگان کو تعزیت اور سلام مسنون پیش ہے''۔ (انتہی)۔

نیز ان کے علاوہ بڑے بڑے ارباب علم نے تعزیت کی اور ہر کسی نے صاحبزادگان اور قریبی لوگوں کو تسلی اور ہمت کے جملے کہے ہیں، جو لکھنے کے قابل ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے ان حضرات کے اسماء گرامی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ **(فجزاھم اللہ خیر الجزاء)**۔

☆ شیخ الحدیث وصدر المدرسین جناب حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدّظلہٗ العالی۔
☆ شیخ الحدیث ومفتی اعظم جناب مفتی تقی عثمانی صاحب مدّظلہٗ العالی۔
☆ متکلم اسلام جناب مولانا الیاس گھمن صاحب مدّظلہٗ العالی۔
☆ پیر طریقت جناب حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور مدّظلہٗ العالی۔
☆ جناب مفتی عبداللہ معروفی صاحب استاذ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند۔
☆ جناب مفتی محمد طاہر صاحب استاذ حدیث ومفتی مظاہر علوم سہارن پور۔
☆ جناب مولانا زبیر ابن شیخ مولانا موسی روحانی بازیؒ۔
☆ جناب مفتی محمد خالد سیف اللہ صاحب ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ۔
☆ جناب مفتی رشید احمد فریدی صاحب استاذ حدیث تراج گجرات۔

مرض الوفات اور نماز جنازہ:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد قطب الاقطاب شیخ زکریاؒ کے وفات کے بعد سے ہر سال کی طرح اِس سال ۱۴۴۰ھ کے رمضان المبارک کی ۱۷ر تاریخ کو مکہ مکرمہ سے ہندوستان اپنے مریدین ومتوسلین کی تربیت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جبکہ گھر والوں نے اس سال کے سفر سے روکنا چاہا کہ اس سال طبیعت اچھی نہیں تھی اور ضعف

بہت زیادہ تھا۔

جب امی جان دام ظلہا علینا نے فرمایا: کہ آپ مریض ہیں اور ضعف زیادہ ہے، اس سال موقوف کردیجئے، تو آپؒ نے فرمایا: کہ ساری زندگی تم نے نہیں روکا۔ اب کیوں روک رہی ہو۔ اگر میری موت بھی آ گئی تو اللہ کے راستے میں موت آئیگی۔ اس لئے کہ یہ سفر خدمت دین کا سفر ہے۔ اور تمہارے حصہ میں اس کی نیکی آئیگی۔ اس لئے روکو نہیں۔ امی جان! خاموش ہوگئیں۔ اور پھر اصرار نہیں فرمایا: وہاں پہنچ کر ۱۸/رمضان المبارک کو دل میں درد کا احساس ہوا، اور کچھ ہی دیر میں افاقہ ہوگیا۔ اور طبیعت بحال ہوگئی۔ لیکن پھر دوبارہ طبیعت بگڑی، اور ۲۸/رمضان المبارک کی شب میں مسجد مدرسہ حنانیہ جوگدیا (معتکف) سے کلکتہ ہسپتال آپؒ کو لایا گیا۔ اور علاج شروع ہونے سے پہلے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)۔

اس جنازہ میں عجیب اتفاق تھا کہ عید کا دن تھا اور ہمارے شیخ ومرشد اور ان کے مریدین ومحبین سبھی نئے کپڑے میں ملبوس تھے۔ مگر ہمارے حضرتؒ کا جوڑا الوداعی تھا۔ سب نے اپنی نم آنکھوں کے ساتھ اپنے محبوب کو خانقاہ خلیلیہ چشتیہ دھرم پور بہار (جو حضرتؒ کی اپنی ملکیت ہے) کے احاطہ میں ۴/ بجے شام میں الوداع کہا۔ اور تجہیز وتکفین سے فراغت ہوئی۔

اور نماز جنازہ بحکم امی جان "**دام ظلہا علینا**" امی جان کے برادر خورد جناب مولانا قاری محمد معین الدین ابن جناب قاری فخر الدین صاحب خلیفہ حضرت شیخ الاسلامؒ، مہتمم مدرسہ قاسمیہ گیا (بہار) نے پڑھائی۔ نیز بحکم امی جان "**دام ظلھا علینا**" قاری محمد معین الدین صاحب نے بعد نماز جنازہ یہ اعلان بھی فرمایا: کہ حضرتؒ کے بعد حضرتؒ کے تمام مدارس ومکاتب وخانقاہ ومساجد کے ذمہ دار آپؒ کے بڑے صاحبزادہ جناب مولانا قاری محمد صاحب دامت برکاتہم ہونگے۔ جو آپؒ کے جانشین بھی ہیں۔

خواب میں زیارت:

حضرتؒ کی وفات بعد بکثرت لوگوں نے خواب میں آپؒ کی زیارت کی جن میں بس

ایک خواب کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے، جو شیخ اسامہ سعید المکی حفظہ اللہ ورعاہ نے دفن کے وقت مجھے ارسال کیا۔ اور فرمایا: کہ یہ بشارت وخوشخبری اہل خانہ کو سنادو:

{رأيت في منامي الشيخ حسان أحمد، وهو فرحان جدا بحسن خاتمته ليلة ٢٩/من رمضان، وما كان يتوقع هذه الخاتمة الحسنة الجميلة}۔

''میں نے شیخ حسان احمدؒ کی خواب میں زیارت کی اور حضرتؒ اپنے ۲۹/رمضان کے حسنِ خاتمہ سے بے حد خوش تھے، اور آپؒ اس حسنِ خاتمہ کے توقع نہیں رکھتے تھے''۔

وصیت عامہ:

اس سال ماہ شعبان المعظم سے جو بھی خاص وعام آپؒ کے پاس زیارت یا درس واجازت حدیث وغیرہ کے لئے آتا ہر کسی کو یہ دعاء وضاحت کے ساتھ سمجھاتے، اور تلقین فرماتے اور فرماتے کہ میں بہت پابندی سے اس کو پڑھ رہا ہوں تم بھی اس کو پڑھو۔

''اللّٰهم اجعلني عندك وليجة واجعلني عندك زلفا وحسن مآب''۔

(مذکورہ دعاء اللّٰهم اجعلني اور اللّٰهم اجعلّي دونوں طرح منقول ہے)

''ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرة أعين واجعلنا للمتقين إماما''۔

''اللّٰهُمَّ آتِ نُفُوسَنَا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا''۔

دعاؤں کے ضمن میں آپؒ کی بعض مخصوص دعائیں:

''اللّٰهم اكفني بحلالك عن حرامك، واغنني بفضلك عمّن سواك''

آپؒ فرماتے کہ یہ میری خاص دعا ہے جس کو ہر نماز کے بعد اِس طرح پابندی سے پڑھتا ہوں، جیسا کہ لوگ نوکری (ملازمت) کی پابندی کرتے ہیں، جو نماز میں ساتھ ہوتا ہے اس کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔

وسعت رزق کیلئے:

''اللّٰهم اغفر لي ذنبي ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي''۔

ہر وضوء کے بعد شہادتین کے ساتھ پابندی سے پڑھو۔ اس میں دنیا وآخرت دونوں ہے۔

فراخی رزق کیلئے ایک خاص دعا:

"الغني هو الله"۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے سلام سے پہلے ۳/ بار اور سلام کی بعد ۷۰/ بار کسی سے بات کئے بغیر ۷/ جمعہ تک پڑھو۔ یہ دعاء ایک بڑے بزرگ نے مجھے بتایا ہے۔

اولاد کیلئے دعا:

"ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرة أعين وجعلنا للمتقين إماما"۔

صبح وشام کی دعا:

جو آپؒ کی ہر مسجد ومکتب ومدرسہ میں صبح اور عصر کی نماز کے بعد اجتماعی طور پر پڑھائی جاتی ہے۔

"اللّٰهم اَنْتَ رَبِّيْ لَا إله إلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَاللهُ كَانَ، وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهم اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"۔

"اللّٰهم ما اصبح بي من نعمة أو بأحد من خلقك، فمنك وحدك، لاشريك لك، فلك الحمد ولك الشكر، سبحان الله وبحمده، لاحول ولاقوة إلا بالله، ماشاء الله كان، ومالم يشأ لم يكن، واعلم أن الله على كل شيء قدير، وأن الله قد أحاط بكل شيء علما"۔

"بسم الله الذي لايضر مع اسمه شيء في الأرض، ولافي السماء، وهو السميع العليم،

حسبي الله لا إلٰه إلا هو، عليه توكلت، وهو رب العرش العظيم"۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی سکھائی ہوئی دعاء:

آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے درخواست کی تھی کہ آپؒ کی جو

خاص دعا ہے وہ بتادیجئے، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بہت وضاحت کے ساتھ سمجھا کر درج ذیل دعاء ارشادفرمایا تھا:

''اللّٰهم بارک لي في وقتي، وما اعطيتني، واقض ديني، واجز محسني، وأفلحني، ومن لحقني، ومن طلب الدعاء مني''۔

بدہضمی اور سینہ میں جلن کے لئے:

''فكلوه هنياء مريئا''۔ (۷/بار)۔

دعاء ادائیگی قرض کے لئے:

''اللّٰهم اقض عني الدين، واغنني من الفقر''۔

دشمن سے حفاظت کیلئے:

''اللّٰهم إنا نجعلک في نحورهم ونعوذبک من شرورهم''۔

علم میں اضافہ وقوت حافظہ کیلئے یہ دعا ہے:

''يا فتاح! يا تواب! يا غفار! يا رقيب! يا عليم''۔

حفاظت نظر کی دعاء:

'يعلم خائنة الأعين وما تخفي الصدور''، ''ياغفار ياستار يارقيب''۔

اگر معنیٰ کا استحضار ہو تو نظر نہیں اٹھے گی۔ان شاءاللہ۔

دعاءِ عیادت:

''اللّٰهم اذهب البأس، رب الناس، واشف أنت الشافي، لاشفاء إلا شفائک شفاء لايغادر سقما''۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل دعاء بالالتزام کیا کرتے تھے۔

اے خالق ہر بلند و پستی شش چیز عطاء بکن زہستی
ایمان و آمان وتندرستی علم وعمل فراخ دستی

دعاء ولادت میں آسانی کے لئے:

{یا خالق النفس من النفس، خلصها بالسهولة والعافية}۔

آپؒ فرماتے کہ ہمارے ایک (مرید) مفتی زبیر ہیں، ان کے والد- ماشاء اللہ- اس دعاء سے خوب فائدہ اٹھایا اور شاید کوئی ہفتہ گزرتا ہو کہ اس بارے میں ان کا فون نہ آتا ہو۔ انہوں نے اس کا خوب اہتمام کیا۔

اور ہمارے ایک مرید ہیں حاجی فیروز ان کے گھر میں بھی اس دعاء کا - ماشاء اللہ- خوب کرشمہ دیکھا گیا کہ ہسپتال میں ڈاکٹر نے آپریشن فائنل کر دیا، لیکن اللہ کی بندی ڈٹی رہی اور اللہ نے کرم فرمایا کہ آپریشن کی ضرورت نہ رہی۔ الحمد للہ۔

علم میں اضافہ وقوت حافظہ کیلئے یہ دوسری دعاء ہے:

{اللّٰهم اغنني بالعلم، وزيّني بالحلم، وأكرمني بالتقوى، وجملني بالعافية}

آپؒ فرماتے کہ میری خانقاہ میں پڑھنے والے ہر طالب علم کو یہ دعاء اور صبح وشام کی دعا یاد کرایا گیا تھا، سب- ماشاء اللہ- اس کی پابندی کرتے ہیں۔

سفید داغ کو ختم کرنے کیلئے دعاء:

{أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ}۔(الزخرف:۷۹)۔

چڑیا خانہ کے زیارت کے وقت کی دعاء:

{سبحان الله یا خالق البديع المصور}۔

قرائت ومطالعہ سے پہلے پڑھنے کی دعاء:

{بسم الله، وسبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله والله أكبر ولاحول ولاقوة إلا بالله العلى العظيم عدد كل حرف كتب أو يكتب أبد الآبدين ودهر الداهرين}۔

{ففهمناها سليمن، وكلا آتينا حكما وعلما وسخّرنا مع داود الجبال

يسبحن والطير، وكنا فاعلين، يا حي يا قيوم، يا رب موسى وهارون، يا رب إبراهيم، يا رب محمد صلى الله عليه وسلم وآله وصحبه، أكرمني بالفهم، وارزقني العلم والحكمة والعقل بحق محمد صلى الله عليه وسلم، وآله وصحبه برحمتک یا أرحم الراحمين}۔

مطالعہ کے دوران پڑھنے کی دعاء:

{اللّٰهم افتح عليّ حكمتک، وانشر عليّ رحمتک، يا ذا الجلال والإكرام}۔

ہرطرح کے زخم حتی کہ کینسر کیلئے مجرب عمل:

اول وآخر 11/ باردرودشریف۔

سورہ فاتحہ مکمل 11/ بار۔

ثم انزل علیکم الخ (سورہ آل عمران) کی مکمل آیت 101/ بار۔

محمد رسول اللہ الخ -(سورہ فتح) 14/بار۔

معوذتین 11/بار۔

حصار کیلئے خاص طریقہ:

اول آخر 11 باردرودشریف۔

سورہ فاتحہ 7 باراور ہر بار ایک نعبد پر 3 بار مکرر۔

آیۃ الکرسی 9/ بار۔ "ولايؤوده" کو 3/بار مکرر کرنا ہے۔

پڑھتے ہوئے بالترتیب پھونک مارنا ہے۔

پہلی بار دائیں۔

دوسری بار بائیں۔

تیسری بار سامنے۔

چوتھی بار پیچھے۔

پانچویں	بار	آسمان کی طرف۔
چھٹی	بار	نیچے تحت الثریٰ نیت کرکے۔

ساتویں اور اٹھویں میں نیت کے بغیر پھونک مارنا ہے۔

استاذ محترم حضرت مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور کی کتاب ''بیان الدعاء'' سے بہت کام کی بات جو بیان الدعاء کے صفحہ ۱۵۹ر پر بعنوان ''بہت کام کی بات'' مذکور ہے۔ افادہ عام کی غرض سے نقل کیا جاتا ہے جو درحقیقت اس عنوان پر لکھی گئ کتابوں کا نچوڑ ہے۔

کام کی بات

میں نے اپنے ایک بزرگ سے سنا کہ وہ ایک دعاء بہت اہتمام سے فرماتے تھے وہ یہ ہے کہ:

اے اللہ ہمیں دوسروں کے حقوق پہچان کر، انہیں اداء کرنے والا بنادے۔

یہ دعاء واقعی بہت ہی اہم ہے اسی کے ہم معنی حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی ایک مشہور نصیحت ہے جس کو حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ نہ دیکھو دوسرا ہمارے ساتھ کیا کررہا ہے، بلکہ یہ سوچو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ دراصل یہ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے جو ترمذی شریف میں ہے۔

جس کا ترجمہ یہ ہے:

لوگوں کا ساتھ مت دیکھو کہ کہنے لگو اگر وہ ہمارے ساتھ اچھا معاملہ اور برتاؤ کریں گے، تو ہم بھی ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کریں گے، اور اگر وہ ہمارے ساتھ بری طرح پیش آئیں گے تم ہم بھی اسی طرح پیش آئیں گے بلکہ خوگر بناؤ اپنے آپ کو اس بات کا کہ اگر دوسرے تمہارے ساتھ احسان کریں، تب تو تم ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کروہی اور اگر وہ تمہارے ساتھ برا معاملہ کریں، تو تم ان کے ساتھ برا سلوک نہ کرو۔ لیکن عموماً لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کو اس کا تو احساس رہتا ہے کہ فلاں عزیز نے میرا خیال نہیں رکھا میں بیمار ہوا تو مزاج پرسی کے لئے نہیں آیا، فلاں وقت ایسا کیا اور ایسا کیا، لیکن اپنے بارے میں نہیں

سوچتا کہ میں نے بھی اس کا خیال رکھا یا نہیں رکھا، اپنی کوتاہی کو نہیں سوچتا جس کی وجہ سے دلوں میں بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے اور آپس کے تعلقات ناخوشگوار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطاء فرمائے۔ (آمین)۔**اخیر میں اپنے پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ تقاریر میں سے اخیر سال کی ایک تقریر اور دعا بغرض دعا یہاں نقل کرتا ہوں کہ بندہ راقم الحروف نے افادۂ عام کی غرض سے قلمبند کرنا شروع کیا ہے۔ قارئین حضرات سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بأحسن وجوہ اس کی تکمیل فرمائے۔ اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اِن سب کا بہتر بدلہ عطاء فرمائے۔ اور اللہ رب العزت ہم سب کا حشر اپنے اِن مقبولین بندوں کے ساتھ فرمائے۔ (آمین)۔**

{بسم اللہ الرحمن الرحیم}

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، مَن يهده الله فلا مضل له، ومن يضلِلْه فلا هادی له، ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشریک له، ونشهد أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله۔ أما بعد!

فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

والعصر إن الإنسان لفي خسر ...... صدق الله العظيم!

قرآن کی جو آیت تلاوت کی ہے ہم نے یہ آیت بہت چھوٹی سی ہے لیکن پورا دین اس میں بتادیا اللہ تعالی نے فرمایا: "والعصر" قسم کھا کے بتایا، زمانے کی قسم! اِ"إن الإنسان لفي خسر" ساری انسانیت تباہی میں ہے، بربادی میں ہے۔ "إلا الذين آمنوا وعملوا الصلحٰت" ۔مگراس تباہی وبربادی سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں'' ۔تو سب سے پہلے اللہ پر ایمان ہو یقین ہو، اور وہ عمل کریں جو نیک ہے، اِنسان کا اپنا ذوق ہے۔

چور بھی اپنے کام کو اچھا سمجھتا ہے۔

بدمعاش بھی اپنے کام کو اچھا سمجھتا ہے۔

اور بے حیاء لوگ بھی اپنے کام کو اچھا سمجھتے ہیں۔

اور آپس میں فخر کرتے ہیں۔

برائی میں فخر کرتے ہیں۔

ڈکیتی پر فخر کرتے ہیں۔

قتل وغارت گری میں فخر کرتے ہیں۔
اچھا سمجھتے ہیں جب ہی تو فرمایا کہ
عمل صالح وہ نہیں ہے۔
عمل صالح وہ ہے جو اللہ نے فرمادیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا دیا۔ وہ نیک عمل ہے۔
اور فرمایا کہ یہ دو کام ہے
اللہ پر ایمان لانا اور نیک عمل کرنا اس کے لئے ضروری ہے کہ آدمی صبر کے ساتھ کرے۔ "وتواصوا بالحق"۔ اور حق کا آپس میں ایک دوسرے کو ترغیب دینا، تلقین کرنا، جو یہ کرے گا وہی تباہی سے بچے گا۔
"وتواصوا بالصبر"۔ اور صبر کی تلقین کریکہ جو بھی صبر آزماء حالات آئیں ان سب پر صبر کریں ڈٹا رہے۔
آج دیکھنے میں نظر یہی آتا ہے کہ جتنے بھی اللہ والے ہیں وہ وہی ہیں کہ اللہ پر یقین کر کے اور تمام حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دین پر ڈٹے ہوئے ہیں۔
اور اپنے مسلمان بھائیوں کو دین کی طرف بلاتے ہیں۔
اعمال صالحہ کی طرف بلاتے ہیں۔
اور صرف اپنے ہی بھائیوں کو نہیں، بلکہ تمام اِنسانیت کو دین کی دعوت دیتے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت سے لیکر قیامت تک جو بھی انسان ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔
ایک وہ امتی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا، اور ان کی پیروی کی۔ اور ہر معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنایا وہ امت اجابت ہیں۔
اور جب تک کہ وہ قبول نہیں کرتے ہیں، وہ امتِ دعوت ہیں، امت اجابت میں نہیں۔
اور امت دعوت کو حکم یہی ہے کہ تم دعوت دیتے رہو۔ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرو۔ بری باتوں سے روکو خود بھی نیک عمل پر جمے رہو۔

جولوگ اس میں لگے ہوئے ہیں وہی کامیاب ہیں۔

اور اتنی بڑی کامیابی ہے کہ خود جولوگ لگے ہوئے ہیں وہ پریشان نہیں، پریشان وہی لوگ ہیں جو بات نہیں مانتے۔

کماتے خوب ہیں محنت خوب کرتے ہیں ترقی کا نام دے کر جتنی بھی محنت کرلیں۔ لیکن وہ پریشان ہی پریشان ہیں، کوئی چین سے نہیں، ابھی بھی جو الیکشن ہو رہا ہے۔ انتخاب ہو رہا ہے۔ ساری دولت ساری صلاحیت لگائے ہوئے ہیں، لیکن سوچ رہے ہیں۔ (کہ پتا نہیں) کون جیتے گا کون ہارے گا، پریشان پریشان ہیں۔ لیکن جو (اسی رمضان کے اندر) عبادت میں لگے ہوئے ہیں، (اور مسجد میں اعتکاف کئے بیٹھے ہیں)، اور اللہ سے دعاء کرتے ہیں، وہ مطمئن رہتے ہیں، اطمینان ان کو پورا پورا حاصل ہے۔ ہوگا۔ وہی جو اللہ نے طے کردیا ہے پہلے ہمارا ایمان ہے۔ "**ما شاء اللّٰہ کان، و ما لم یشأ لم یکن**"۔

جو اللہ نے چاہا وہی ہوا، اور وہی ہوگا۔

"**و ما لم یشأ لم یکن**"۔

اس وقت حکومت ظالم آئے یا عابد آئے، وہ تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

"**أعمالكم عمالكم**"۔ تمہارے اعمال تمہارے حاکم ہیں۔

اگر تم اچھا کروگے، اللہ کے بنے رہوگے۔

تو حاکم ایسے ہی مہربان آئے گا۔

اور جب تم برا کروگے۔

تو ظاہر بات ہے حاکم برا ہی مسلط ہوگا۔

اس لئے اپنے عمل کو ہم ٹھیک کرلیں۔

یہی حکم ہے، ہمیں دوسرے سے مطلب نہیں ہے، دوسروں کو کہیں گے کہ تم برائی سے بچو۔

لیکن خود اپنا عمل ٹھیک کرلیں گے۔

اپنا تعلق اللہ سے پورے طور پر کرلیں۔

پھر ہم جو کہیں گے اللہ رب العزت اس کو مانے گا۔

"اِسۡمَعۡ یُسۡمَعۡ لَکَ"۔

یہ ہماری کمی ہے کہ ہم ایسے بن گئے ہیں، اپنے بداعمالی کی وجہ سے کہ دعاء ہماری قبول ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

ورنہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ "**ادعوني أستجب لكم**"۔

تم دعاء کرو تم مانگو ہم دینگے۔

اللہ تعالی کوئی کمزور نہیں ہے اس کی حکومت کمزور نہیں ہے، اس کے اختیار میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

قرآن میں فرمادیا:

تؤتي الملک من تشاء، وتنزع الملک من تشاء، وتعز من تشاء، وتذل من تشاء"۔ الخ

وہ جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، چاہے جتنا زبردست حاکم ہو چھین لیتا ہے۔

اور

"**وتعز من تشاء**"۔ جس کو چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے۔

اور

"**وتذل من تشاء**"۔ جس کو چاہتا ہے تو رسوا و ذلیل کرتا ہے۔

"**بيدک الخير**"۔

خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

"**إنک علی کل شيء قدير**"۔

یقینا تو تمام چیزوں پر قادر ہے۔

تو آج جس کی حکومت ہے اور کل جس کی حکومت ہوگی، یہ ان کی اپنی خوش فہمی ہے۔ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

آج سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہ نے اپنی حکومت دکھلائی،

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دربار میں بلایا، اور آپ سے جھگڑنے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرا خدا تو وہی ہے جو مارتا بھی جلاتا بھی ہے)۔

اس پر اس بے وقوف (بادشاہ) نے کہا: کہ نہیں! یہ میرے اختیار میں ہے، چنانچہ ایک کو قتل کر دیا، اس نے اور ایک کو قتل کا حکم دے کر چھوڑ دیا کہ نہیں قتل کرنا ہے۔

اور کہا: کہ دیکھو! ہم نے اس کو بچا دیا اور اس کو قتل کر دیا۔

اس کی اس بے وقوفی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کہ اچھا! چلو تم کو اتنی بڑی طاقت ہے، تو سورج پورب سے نکلتا ہے، پچھّم سے نکال کر دکھلا دو۔

"فبهت الذي كفر"۔

وہ مبہوت ہو گی، جواب ہی نہیں بن پڑا۔

تو جتنی بھی چیزیں اس وقت دنیا میں ہو رہی ہے۔

وہ بغیر منشاءِ الٰہی کے نہیں ہو رہی ہے۔

سب ہو رہی ہے اللہ کے منشاء کے مطابق۔

اور ظاہر بات ہے کہ بادشاہ جیسا بھی ہو، اگر مجرم کو سزا دیتا ہے، تو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں دیتا ہے، کسی عام آدمی کو جلاد مقرر کرتا ہے۔

اور عام آدمی سے سزا دلواتا ہے۔

تو اللہ رب العزت کے ہاتھ میں حکم ہے ہمارے جیسے اعمال ہیں اس کے اعتبار سے ہمارے حاکم مقرر ہیں۔

لیکن کوئی کسی کی روٹی نہیں چھین سکتا۔

کوئی کسی کی زندگی نہیں چھین سکتا۔

اور دنیا ہے آزمائش کی جگہ ہے وہ پہلے فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۟ۙ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ

مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

فرمایا کہ ہم تمہارا ضرورامتحان لیں گے۔ کچھ خوف دے کر، اور تمہارے رزق کو تنگ کر کے، بھوک دے کر، اور مال کے اندر کمی دے کر، اور جان میں کمی دے کر، آج ہمارے پیشہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے، تو کسی کے اختیار میں نہیں۔ وہ بھی دوسرے کے اختیار میں ہے جو چھینتا ہے۔ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور پہلے ہی ہمیں تسلی دے دی ہے۔ کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

یعنی جب چاہیں گے مال لے لینگے اور جب چاہیں گے جان لیں گے۔

اور یہ کھیتی یہ باغات اس کے پھل کو ختم کر کے قحط سالی ڈالدینگے۔

تمہاراامتحان لیں گے۔

ہمارا کام کیا ہے؟

نہ غلہ اگانا ہمارا کام ہے۔

نہ مال بنانا ہمارا کام ہے۔

ہمارا کام تو ہے اعمال بنانا۔

ہم اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہیں۔

اور جو حالات آئیں۔

دو میں سے ایک حالات آئیں گے۔

یا تو من پسند یا ناپسند۔

من پسند ہے۔

تو ہم کو شکرادا کرنا چاہئے۔

اور اگر حالات ناپسند آئے۔

تو ہم کو صبر کرنا چاہئے۔

اللہ نے فرمایا:

"وبشر الصابرین"۔ جتنے مال اور جتنی جان ملکیت کے ضائع ہونے میں ہم صبر کریں۔

اور فرمایا: کہ صبر کرنے والوں کو آپ بشارت اور خوشخبری سنادیجئے!

{الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ}۔

اور جب مصیبت ملتی ہے۔

تو

{قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ}۔

کیا کہتے ہیں وہ

{إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ}۔

کہ ہم اللہ کے ہیں اور جو بھی ہے اللہ کی دی ہوئی ہے اور ہم اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

تو ہمارا مال جو یہاں چھینا گیا وہ ہمیں وہاں مل جائے گا۔ جو جان گئی وہ ملیں گے۔

قیامت کے بعد کی زندگی اصل ہے۔

قیامت تو ایک بوڑ رہے اس کے بعد کی زندگی اصل ہے۔

تو دنیا میں جو صبر سے رہے گا جو دنیا میں شکر سے رہے گا، اس کو اللہ رب العزت آخرت میں سب کچھ عطاء فرمائے گا۔

اور وہ یہی سمجھے گا کہ میں اپنا کچھ بااختیار نہیں ہوں سب کچھ اللہ کا ہے، میں بھی اللہ کا ہوں، ہمارا مال بھی اللہ کا ہے، ہمارے بچے بھی اللہ کے ہیں، جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، اور ہم اسی کی پاس جائیں گے۔

اور جب اس کے پاس جائیں گے تو سب کچھ وہاں پالیں گے۔

(آگے) فرمایا:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۖ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۷﴾

کہ ان پر اللہ کی رحمتیں ہیں، انہیں کو اللہ رب العزت اطمینان قلب دیتا ہے، انہیں کو راحت دیتا ہے، ان کو اسی میں خوش رکھتا ہے، اور اللہ کی رحمت ان پر ہیں۔

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

تو اللہ رب العزت ہمیں پہلے تسلی دے دی ہے۔

یہ دنیا میں ہوگا۔ دنیا دار الامتحان ہے۔

اور دار الجزاء قیامت کے بعد ہے۔

قیامت کے بعد ہم لوگوں کو اس کی جزاء ملے گے، جتنے دنیا میں آئے کئی کئی سو سال کی عمر لے کر آئے، وہ بھی چلے گئے۔

جو تھوڑی عمر لیکر آئے وہ بھی چلا گیا۔ جو زیادہ عمر لیکر آئے وہ بھی چلا گیا۔

آج سب مٹی بنے ہوئے ہیں، ان کا دبدبہ سب ختم، ان کی حکومت سب ختم، اور یہ جتنے بھی نظر آرہے ہیں، یہ ایک صدی کی پیداوار ہے۔

بہت کم ہے جو چیز سو سال کی ہے باقی سب نیا ہے۔

جتنی بھی طاقت تھی جتنی بھی صلاحیت تھی وہ ملیا میٹ ہوگئی اب نئی جیل چل رہی ہے

سو سال پورا ہوتے ہوئے۔

پوری حکومت پوری سلطنت پوری طاقت سب ختم ہوجاتی ہے، لیکن اللہ کی حکمت ایسی ہے کہ اس انداز سے اللہ اٹھاتا ہے کہ پتا نہیں چلتا ہے۔

مجمع وہی باقی رہتا ہے اور لوگ اٹھتے چلے جاتے ہیں یہ اللہ کی حکمت ہے۔

اس لئے کہ دنیا میں امتحان لینا ہے تو اگر ایسے مصیبت آتی۔

تو امتحان نہیں ہوتا سب آدمی پہلے تیار ہوجاتے۔

لیکن امتحان ہے گھر کے اندر سے باپ چلا گیا، ماں چلی گئی، بیٹے کی بھی شادی ہو جاتی ہے، بیٹی کی بھی شادی ہوجاتی ہے، سب گھر والے اطمینان سے رہتے ہیں، تھوڑا سا غم ہوتا ہے۔

اسی طرح دنیا چل رہی ہے۔

رمضان المبارک کے یومیہ مجلس کے ختم پر
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جہری دعاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين عدد خلقه، ورضا نفسه، وزنة عرشه، ومداد كلماته۔

اللّٰهم لا أحصى ثناء عليك، أنت كما أثنيت على نفسك،

اللّٰهم لك الحمد كله، ولك شكر كله۔

اللّٰهم رَبّنا لك الحمدُ مِلْئَ السَّمواتِ، ومِلْئَ الأرضِ، ومِلْئَ ما شِئتَ مِن شيئٍ بعدُ۔

اللّٰهم صل وسلم وبارك على سيدنا ونبينا ومولانا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِيِّ نَبِيِّ الرَّحمة، وعلى آله وصحبه وأتباعه كما هو أهله، وكما تحب وترضى، وبعدد ما تحب وترضى، كلما ذكره الذاكرون، وكلما غفل عن ذكره الغافلون۔

ربنا آتنا في الدنيا حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه۔

اللّٰهُمَّ آتِ نُفُوسَنَا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔

اللّٰهم إني أسألک العفو والعافية والمعافاة الدائمة في الدين والدنيا والآخرة۔

اللّٰهم عافنا في أبداننا وفي أسماعنا وفي أبصارنا۔

اللّٰهم إنا نعوذبک من الصممِ، والبُکمِ، والجنونِ، والجُذامِ، والبَرَصِ، وسيِّئِ الأسقامِ۔

اے خالق ہر بلند وپستی شش چیز عطا بکن زہستی
ایمان وآمان تندرستی علم وعمل وفراخ دستی

اللّٰهم إني أعوذ بک من الهم والحزن، والعجز والکسل، والجبن والبخل، ومن غلبة الدين وقهر الرجال۔

اللّٰهم بارک لنا في أوقاتنا، وما أعطيتنا، واقض ديوننا، واجز محسينينا، وأفلحنا، ومن لحقنا، ومن طلب الدعاء منا۔

اللّٰهم إنا نسألک رضاک والجنة، ونعوذ بک من سخطک والنار۔

اللّٰهم إنا نسألک الجنة وما يقرب إليه من قول وعمل، ونعوذ بک من النار وما يقرب إليها من قول وعمل۔

اللهم ارزقنا حبک، وحب رسولک وحب من يحبک، وحب کل عمل صالح يقربنا إلی حبک، وأعنا علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔

اے اللہ! محض اپنے فضل وکرم سے ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

تمام سیئات سے درگزر فرما۔

اے اللہ! ہم سب کے جمع ہونے کو قبول فرما۔

اور خیر کی توفیق عطا فرما۔

اس کے لئے ماحول کو ساز گار بنا۔

اے اللہ! ہم مختلف جگہوں سے یہاں جمع ہوئے ہیں تا کہ آپ کا ذکر کریں، آپ سے تعلق پیدا کریں۔

اے اللہ! جو تو اعتکاف (وجمع ہونے) پر اپنے خاص بندوں کو نوازتا ہے، ہم سب کو بھی نواز دے۔

اپنا تعلق پیدا فرما دے۔

اے اللہ! ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم کو محروم نہ فرما۔

اے اللہ! ہمارے قلوب کا تزکیہ فرما۔

ہمارے قلوب کو تمام رذائل سے پاک وصاف فرما۔

اے اللہ آپس میں للّٰہی محبت پیدا فرما۔ آپس میں دین میں معاون بنا۔

اے اللہ! اس میں بوڑھے بھی ہیں جوان بھی ہیں سب کو قبول فرما۔ کسی کو محروم نہ فرما۔

اے اللہ! تو بڑا کریم ہے، کریم اپنے در پر بلا کر رسوا نہیں کرتا۔

اے اللہ! کریم اپنے در پر بلا کر محروم نہیں کرتا۔

اے اللہ! ہم میں جو آپ کے مقرب ہیں اور مقبول ہیں اس کے طفیل، ناقص کو بھی قبول فرما۔ اور سب کو ذکر وعبادت کی حلاوت نصیب فرما۔

نماز کی حلاوت نصیب فرما دے۔

اے اللہ! اخلاص کے ساتھ تمام عبادات کو کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

اے اللہ! ہمارے گھر والوں پر بھی رحم فرما۔ اور غائبانہ ان کو بھی نیک توفیق عطا فرما۔ اور ہر شر سے ان کی حفاظت فرما۔ ہمارے قلوب کو حب مال سے حب جاہ سے پاک فرما کر اپنی محبت سے ہمارے قلوب کو منور فرما۔

پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اس کے لئے ایسا ماحول پیدا فرما۔

اے اللہ! دینداروں کی صحبت عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے قلوب کو حق پر مجتمع فرما۔

اے اللہ! ہم میں جو غریب ہیں نادار ہیں، ان کو حلال رزق واسع عطا فرما۔

اے اللہ! ہم میں جو بیمار ہیں، تعلق والوں میں جو بیمار ہیں جیسی بھی بیماری ہو تو شافی

مطلق ہے، سب کو صحت عطا فرما۔ عافیت عطا فرما۔

اے اللہ! جو طالب علم ہیں ان کو کامیاب فرما، علوم نافعہ سے مال مال فرما۔

اے اللہ! دین کے کام کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کا جزبہ عطا فرما۔

اے اللہ! ہم سب سے رذائل کو دور فرما۔

کبر ونخوت سے ہم سب کو پاک فرما۔

اے اللہ! تواضع پیدا فرما۔ سخاوت پیدا فرما۔

اے اللہ! ہماری سستی کو دور فرما، اور آخرت کے کام کے لئے ہمیں چست فرما۔

اس کے لئے تندرستی بھی عطا فرما۔

اور جو اعذار و امراض ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس سے خلاصی عطا فرما کر، اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی طاقت وقوت وتوفیق عطا فرما۔

اے اللہ! جنہوں نے ہمیں دعاؤں کے لئے کہا ہے۔

یا ان کا ہمارے اوپر حق ہے یا وہ ہم سے دعاؤں کی امید رکھتے ہیں۔

اے اللہ! تو علیم وخبیر وقدیر ہے۔

ان کی حاجات کو جانتا ہے پورا کرنے پر قادر ہے۔

اے اللہ! سب کے جائز حاجات میں کامیابی عطا فرما۔

اے اللہ! جن کی اولاد لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہو جن کی شادی نہیں ہوئی ہے خیر کا جوڑا نصیب فرما۔

اے اللہ! سب کو سنت کے مطابق شادی کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! حیا کے ماحول کو مسلمانوں میں عام فرما۔

اے اللہ! محض اپنے فضل وکرم سے ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔

اب تک جو دعائیں کی ہیں ان کو بھی قبول فرما۔ اور جو آئندہ کریں اس کو بھی قبول فرما۔

اور جو ہمارے حق میں دعائیں کی گئی ہیں اس کو بھی قبول فرما۔

اے اللہ! ہماری دعاؤں میں پورے عالم کے مسلمانوں کا حصہ لگا۔
سب کو ہدایت عطا فرما۔ سب کی مدد و نصرت فرما۔
جہاں بھی کہیں مسلمان غیروں کے چنگل میں پڑے ہیں سب کو خلاصی عطا فرما۔
دشمنوں پر مسلمانوں کو غلبہ نصیب فرما۔

{اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ}۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد، وعلى آله وأصحابه أجمعين، برحمتك يا أرحم الراحمين۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خانقاہ خلیلیہ چشتیہ
دھرم پور، بہار، الہند

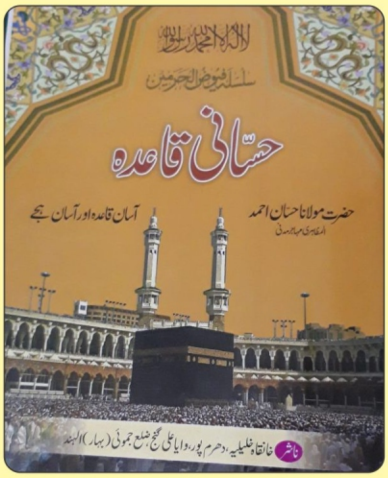

MAKTABA AL-BALAGH
Near Darul Uloom Waqf, Deoband - 247554
Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA
Contact: 09997861769
maktabaalbalagh@yahoo.com

Noor Graphics 9045909066